الجمرة وجعول الانتعاش

انعام خریداران اصلاح

[illegible]

الحجة

من افادات محی السنۃ و مروج الشریعۃ
قامع البدعۃ ظہیر الملۃ والدین سید المحققین
فخر العلماء الاعلین مولانا السید علی اظہر
دامت برکاتہ
علی العالمین

اس رسالہ میں صراحۃً
کلوخ کا بدعت ہونا احادیث ائمہ معصومین سے ثابت کیا گیا ہے
مع ضمیمہ
حصول الانقیاد [illegible] مصنفہ مولوی مبارک علی صاحب [illegible]

مطبع اصلاح کھجوا

۲۷ / [illegible]

خرید کرده برای کتب خانه وقف منصبیه میرٹھ

در عهد تولیت حضور پرنور جناب خان بهادر

مولوی سید محمد حسین صاحب شوق

بذریعه متولی وقف منصبیه میرٹھ دام اقباله

قیمت [illegible]

الجمرۃ

من تصنیفات السید السند
والحبر المعتمد وحید العصر
فرید الدہر عمدۃ السنۃ
قامع البدعۃ فخر الحکماء ظہیر
العلماء مولانا السید علی ظہیر
دامت برکاتہ و زادت افاداتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ الطیبین الطاہرین **امّا بعد** اس رسالہ میں ہم صرف مسئلہ **کلوخ** کو بیان کرتے ہیں کہ وہ بدعت ہے **ذوالفقار حیدر** جلد چہارم سے یہ مسئلہ بھی علیحدہ کیا گیا۔ تاکہ اہل سنت کو عموماً اور اہل حدیث کو خصوصاً معلوم ہو کہ دعوائے اتباع سنت رسول میں کہاں تک وہ راست گو ہیں چونکہ رسالہ الوضو نے عام طور پر بدعت مسئلہ غسل قدمین کا بہ ایجاد و اجتہاد خلیفہ دوم رائج ہونا ثابت کر دیا جس سے بعض حضرات نے مذہب حق کو قبول بھی کیا۔ لہذا

ان کی حق پسندی اور دعوے اتباع سنت سے امید قوی ہے کہ اس بدعت کو ترک کر کے سنت رسول احمد پر عمل کرینگے جو مقدمۂ طہارت ہی اور بغیر طہارت نماز صحیح نہین جیساکہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین۔

وسبب کونهما کبیرین ان عدم التنزہ من البول یلزم منہ بطلان الصلوة فترکها کبیرة بلاشک ص ۱۴۱

یعنی کبیرہ ہونا اسکا اس سے ثابت ہو کہ بول سے احتراز نہ کرنا باعث بطلان نماز ہے تو اسکا ترک کرنا کبیرہ ہے بلاشک وریب

اسلیے مین نے یہ رسالہ محض قربۃً للہ تحریر کیا تاکہ تمام مسلمانون کو معلوم ہو کہ **اصل سنت رسول طہارت بول** کے بارے مین یہی ہے کہ پانی کیسے اسکی طہارت کی جاے نہ کلوخ وغیرہ سے جو بدعت ہی۔ اس رسالہ کی غرض نہ سنی کو شیعہ بنانا ہو نہ حنفی کو اہل حدیث دوہابی وغیرہ بلکہ یہ مقصود ہی کہ ہر فرقہ یا ہر شخص اپنے مذہب پر باقی رہ کر بھی اتباع سنت کر سکتا ہی جس سے علاوہ قومی اتحاد کے یہ فائدہ ہوگا کہ کتاب و سنت پر سب کو عمل ہو جائیگا۔ اور مخالفین اسلام کی نظرون مین معلوم ہو کہ کل مسلمان ایک شریعت کے پابند مین اور خدا اور رسول واحد کے پیرو ہین۔ محض اسی خیال سے یہ رسالہ لکھا گیا کہ لوگ بدعت سے بچین اور سنت کے عامل ہون۔ کیونکہ نماز اہل حدیث کے یہان اصول دین مین داخل ہی اور وہ بغیر طہارت ہو نہین سکتی۔ لہذا کل مسلمانو نپر فرض ہو کہ وہ سنت کی پیروی کرین اور بدعت سے جو ضلالت ہی پرہیز کرین اسلیے محض اُنھین کتابون سے استدلال کیا جائیگا جو تمامی اہل سنت کے یہان نہایت صحیح و مستند مانی جاتی ہین اور کسی کو اُسکے اعتبار و اعتماد مین عذر نہین ہو سکتا۔

ہم جب ان مسائل پر نظر ڈالتے ہین جنمین دو اسلامی فریق حنفی۔ وہابی لڑتے مرتے ہین عدالتون تک جاتے ہین تو سخت حیرت ہوتی ہی کہ ان مسائل مین

کیون اسقدر کج بحثیان ہو رہی ہین مثل رفع یدین۔ امین بالجہر وغیرہ کے جو محض مہمل ہین۔ یا نماز مین ٹخنون کے چھپانے اور نہ چھپانے مین لڑتے ہین یا یہ کہ عیدین کی نماز صحرا مین ہونی چاہیے یا مسجد مین۔ اور ایسے مسائل سے کوئی بحث نہین کرتا جنکے بغیر روزہ نماز حج وغیرہ سب باطل ہو یعنی طہارت جسپر تمام مسلمانون کا اتفاق ہے کہ بغیر اسکے نہ آمین بالجہر والون کی نماز درست ہوسکتی ہے۔ نہ آمین بالاخفات والون کی نہ رفع یدین کرنیوالونکی نماز صحیح ہوسکتی ہے نہ انکے مخالف کی۔

افسوس طہارت ایسے عظیم الشان مسئلہ سے یون چشم پوشی کیجاے اور کسیکو اسکا خیال نہو حالانکہ خداوند عالم اسقدر اس بارے مین تاکید فرماتا ہے کہین تو فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المتطہرین فرماتا ہے اور کہین ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مسئلہ طہارت کیسا اہم اور ضروری ہے جسکے بارے مین اسقدر تاکیدین خود خداوند عالم فرماتا ہے۔ اور تمامی علما و محدثین و فقہانے شریعت کی کتابون مین اسی کو مقدم رکھا ہے مگر افسوس کہ اہل سنت کے طرز عمل سے اس طرح کی بے پروائی ظاہر ہوتی ہے کہ آپ فریقین (حنفی وہابی) کے معرکہ کارزار مین کبھی ان بحثون کو آتے نہ دیکھین گے۔ اسلیے مین نے عام طور پر فریقین کو مخاطب بنانا چاہا کہ شاید انکی ضرورت محسوس ہو اور طہارت کا خیال آے کہ اس مین اتباع سنت ضروری ہے کیونکہ خدانے مشرکون کو نجس فرماکر اس طرح علحدہ کیا کہ کسی طرح ان کے طہارت کی بغیر قبول اسلام امید ہی نہین کی جاسکتی۔ اب اگر مسلمان لوگ بھی پابند طہارت نہ ہون گے تو مس قرآن کیونکر کرسکتے ہین جس کے بارے مین فرماتا ہے لا یمسہ الا المطہرون۔ پھر اس طہارت ہمہ نجاست کے ساتھ اگر مس قرآن کیا تو گنہگار ہوے۔ اور

نماز پڑھائی تو اور بھی خطاکار۔

پہلے ہم کو نہایت افسوس سے یہ دکھانا پڑتا ہے کہ اس کلوخ مین اہسنت تمامتر سنت کے خلاف بلکہ بدعت کے مطابق عمل کرتے ہین حضرت حجۃ الہند شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب ازالۃ الخفا مین ایک خاص رسالہ لکھتے ہین۔ جس مین خلیفہ دوم کے مذہب خاص اور اجتہادات خاصہ کو جمع کرتے ہین اس مین رقم طراز ہین۔

مذھب ابی بکر عن یسار بن نمیر کان عمر اذا بال مسح ذکرہ بحایط او بحجر ولم یمسہ بماء قلت اجمع علی ذلک علماء اھل السنۃ ولیس فیھا حدیث مرفوع وانما ھو من مذھب عمر قیاسا علی الاستنجاء من الغائط اطبق علی تقلیدہ العلماء صـ۲۰۱ مقصد۲۔

یعنی ابوبکر نے یسار ابن نمیر سے روایت کی ہر کہ عمر جبوقت پیشاب کرتے تھے تو مسح کرتے تھے اپنے ذکر کو کبھی دیوار سے یا پتھر سے اور اوسکو پانی سے نہین دہوتے تھے شاہ صاحب کہتے ہین کہ اسپر اجماع کیا ہر علماے اہل سنت نے حالانکہ اس بارے مین ہرگز ہرگز کوئی حدیث مرفوع نہین ہر یہ فقط مذہب عمر ہے بنا بر قیاس استنجاء من الغائط کے اور کلوخ لینے پر اتفاق کیا ہے بالاطباق تمام علما نے اس عبارت پر بطور فائدہ لکھا ہے **استنجاء بکلوخ بعد پیشاب سنت عمر است**

اور مولوی عبد الحی صاحب حاشیہ شرح وقایہ مین لکھتے ہین۔

واما فی البول فالغسل بالماء ثابت بھذا الروایۃ واما استعمال الحجر فیہ فلم اطلع علی حدیث صریح یدل علیہ ان النبی فعلہ

نعم ثبت ذلک صریحا عن عمر انہ کان یبول ویمسح ذکرہ بحجر او تراب لم یمسہ الماء اخرجہ عبد الرزاق فی مصنفہ وابو نعیم فی الحلیہ والطبرانی فی الاوسط یعنی پیشاب کی طہارت پانی سے تو اس روایت سے

ثابت ہے مگر کلوخ لینا حضرت کا کسی حدیث صریح سے نہین معلوم ہوتا کہ
حضرت نے کبھی کلوخ لیا ہو۔ پھر لکھتے ہین ہان فعل عمر سے البتہ بصراحت
ثابت ہو کہ وہ جب پیشاب کرتے تو پتھر یا خاک سے پوچھ ڈالتے اور
پانی سے نہین طہارت کرتے جیسا کہ مصنف عبد الرزاق حلیۃ الاولیا ابونعیم
واوسط طبرانی مین مذکور ہے۔ پس معلوم ہوا کہ حضرات اہلسنت باتفاق
سنت عمری کے عامل ہین اور اس مادہ مین کوئی حدیث نہین ہے اسپر بھی
دعواے عمل بر سنت رسول ہو موجب حیرت عقول ہو اب نہ معلوم کہ اسکو بھی
احداث یعنی بدعت فی الدین کہین گے یا نہین کہ صریح خلاف
کتاب وسنت رسول ہے اور غالبا اسکے بدعت اور قابل شمار ہونے
مین بھی کوئی عذر نہو کیونکہ حدیث حذیفہ سے معلوم ہے کہ تین سو آدمی
اگر اس بدعت کی پیروی کرین تو قابل شمار ہے اور اس بدعت کے تابع
ومقلد تو تمامی اہل سنت ہین۔

اگرچہ اس تصریح کے بعد اسکی ضرورت نہین کہ ہم اس فعل کے جواز
وعدم جواز کی بحث کرین کیونکہ باتفاق تمامی اہل اسلام مسلم ہے کہ خدا و
رسول کے سوا بلکہ نبی خدا وند عالم کسی کو احکام تشریعی مین دخل نہین نہ
کسی کے حکم پر کوئی عمل کر سکتا ہے۔ پھر صرف اجتہاد یا قیاس یا مذہب عمری
پر کوئی مسلمان کیونکر عمل کر سکتا ہے حالانکہ تمام نصوص صریحہ سنت رسول
کی ہمارے پاس موجود ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کا طرز عمل اس
بارے مین کیا تھا۔ اسکے برخلاف سنت عمری پر عمل کرنا کیونکر جائز ہے
پہلی تفسیر آیہ فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین
ملاحظہ ہو معالم التنزیل مین ہے عن ابی ہریرۃ عن النبی ؐ قال
نزلت ہذہ الآیۃ فی اہل قبا فیہ رجال یحبون ان یتطہروا

ل ذوالفقار حیدر جلد ثانی ذوالث ملاحظہ ہو۔ ک ملاحظہ ہو رسالہ الوضو ۱۲

قال عطا کانوا یستنجون بالماء نزلت فیهم الآیہ۔ ابوہریرہ سے روایت ہی رسول اللہ سے کہ یہ آیت نازل ہوئی اہل قبا کی تعریف مین وہ لوگ استنجار کرتے تھے پانی سے قال عطا کانوا یستنجون بالماء ولا ینامون اللیل علی جنابۃ۔ کہا عطا نے کہ وہ لوگ استنجار کرتے تھے پانی سے اور حالت جنابت مین شب کو نہ سوتے تھے جب تک غسل نہ کرلین صا۲۳۱

اور تفسیر آیہ واذابتلی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن مین لکھا ہے قال طاوس عن ابن عباس ابتلاہ اللہ بعشرۃ اشیاء وھی الفطرۃ خمس فی الراس قص الشارب والمضمضہ والاستنشاق والسواک وفرق الراس وخمس فی البدن تقلیم الاظفار ونتف الابط وحلق العانۃ والختان والاستنجاء بالماء ص۲۰ طاوس ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ خدا نے حضرت ابراہیم کی آزمائش لی دس چیزون مین جو مطابق فطرت ہین شارب ترشوانا مضمضہ کرنا ناک مین پانی دینا مسواک کرنا۔ سر کے بالون کا جدا کرنا (مانگ نکالنا) اور پانچ چیزین تمام بدن مین ہین ناخن ترشوانا۔ بغل کے بالون کا صاف کرنا حلق عانہ۔ ختنہ کرنا۔ آبدست لینا پانی سے۔ ان آیتون سے اتنا تو بالیقین ثابت ہوا کہ خداوند عالم اُن لوگون کی مدح و ثنا کر رہا ہے اور اپنی محبت ظاہر کرتا ہے اُنسے جو پانی سے استنجا کرتے ہین

تو اب کون مسلمان ہوگا جو اسکی نہ خواہش کریگا کہ ہم بھی اسی طہارت کے پابند ہون جس سے حبیب خدا بنسکین اور وہ طہارت بھی پانی والی ہو پاخانہ اور پیشاب مین علامہ شیخ علی دوہ کتاب محاضرات الاوائل والاواخر مین تاریخ القدس سے ناقل ہین اول من استنجی بالماء ونتف الابط ابراھیم ص۵ کہ سب سے پہلے جنے پانی سے استنجا کیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہین تو اب کوئی مسلمان اُس سنت ابراہیمی سے کیونکر عدول کرسکتا ہے جنکی تجدید کی سنت محمدی نے اور خداوند عالم فرماتا ہے ومن

یرغب عن ملة ابراهیم الا من سفه نفسه پس باوجود ملاحظہ ان آیات و احادیث صریحہ کے اس سے مخالفت کرنا اور سنت عمری پر عمل کرنا کیا حکم من سفہ نفسہ مین نہین داخل ہوگا۔ اب اسکے بعد وہ روایتین ملاحظہ ہون جن سے معلوم ہو کہ طہارت بول (پیشاب) کے بارے مین کسقدر تاکید ہے اور عذاب قبر زیادہ تر اسی سبب سے ہوتا ہے کہ لوگ پیشاب سے احتراز نہین کرتے صحیح بخاری مین ہے باب من الکبائر ان لا یستتر من بوله حدثنا عثمان قال

ثنا جریر عن منصور عن مجاهد عن ابن عباس قال مر النبیؐ

بحایط من حیطان المدینة او مکة فسمع صوت انسانین یعذبان

فی قبورهما فقال النبی یعذبان ابن عباس سے روایت ہے کہ گذر ہوا

فی کبیر ثم قال بلی کان احدهما رسول اللہ کا ایک باغ خرما مین بلنہاے

لا یستتر من بوله وکان الاخر مدینہ سے اور سنی آواز دو آدمیون کی

یمشی بالنمیمة ثم دعا بجریدة جنپر عذاب ہو رہا تھا انکی قبرون مین

فکسرها کسرتین فوضع علی کل تو فرمایا حضرت نے دونون عذاب

قبر منهما کسرة فقیل له یا کیے جاتے ہین۔ اور نہین عذاب

رسول الله لم فعلت هذا قال ہوتا ہے انپر کسی بڑے امر مین پھر

لعله ان یخفف عنهما ما لم کہا ہان ایک ان دونون سے نہین پرہیز

تیبسا ص۱۵۹ کرتا تھا اپنے بول سے۔ اور

ایضا باب ما جاء فی غسل البول ص۳۱ دوسرا چغلی کھاتا تھا پھر منگائی ایک

ایضا باب ص۱۶۰ ڈالی تر خرما کی اور اسکو دو ٹکڑے

کر کے دونون قبرون پر رکھدیا پس کہا کسی نے کیون ایسا کیا یا رسول اللہ تو فرمایا شاید کم کردیا جاے عذاب اُن دونون کا جبتک یہ دونون لکڑیان خشک نہ ہوجائین۔

اسکی شرح مین حافظ ابن حجر لکھتے ہین جسکا خلاصہ بقدر ضرورت عرض کیا جاتا ہے

اعمش کی روایت مین ہر جو یقبرین اور ماجہ مین ہر جدیدین (دونون قبرین
تازہ تھین) ابن بطال نے استدلال کیا ہو کہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ
عذاب صرف گناہ کبیرہ ہی سے نہین بلکہ گناہ صغیرہ پر بھی عذاب ہوتا ہے
کیونکہ بول سے احتراز کرنے کے بارے مین کوئی حدیث (خوف دلانے کی)
اسکے پہلے نہین وارد ہوئی تھی (تو کیا اسکے قبل جتنی آیتون مین حکم طہارت مذکور
ہے انکی تعلیم رسول اللہ نے نہین کی تھی) اور اس مین بھی اختلاف ہو کہ
حضرت نے جو فرمایا وانہ لکبیر تو اس سے کیا مراد ہے ابو عبد الملک
یون کہتا ہے کہ ممکن ہے حضرت نے اسکو پہلے گناہ کبیرہ نہ سمجھا ہو بعد
اسکے وحی نازل ہوئی کہ یہ کبیرہ ہے۔ لہذا اسکی تلافی کی کہ بلی رکھا (ایسی
قدردانی علم رسول ہے) (۲) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہ لکبیر کی ضمیر عذاب
کی طرف پھرتی ہو جیسا کہ صحیح ابن حبان مین ہے حدیث ابو ہریرہ سے
کہ ان دونون پر عذاب شدید ہوتا تھا ہلکے گناہ مین (۳) یہ بھی ہو سکتا ہو
کہ ضمیر نمیمہ کی طرف پھرتی ہو جو دونون گناہون سے ایک گناہ ہے اور
وہ کبیرہ ہے بخلاف کشف عورت کے جسکے مطلب یہ ہوے کہ بول سے
پرہیز نہ کرنے پر عذاب نہین تھا بلکہ نمیمہ پر عذاب ہوتا تھا۔ حالانکہ حضرت
بتصریح فرماتے ہین بلی کان احدہما لا یستتر من بولہ یعنے
ایک ان دونون سے جس پر عذاب ہو رہا ہے پیشاب سے احتراز نہین کرتا تھا
بہرحال خود حافظ ابن حجر اس احتمال کو رد کرتے ہین) (۴) داودی ابن عربی
نے کہا ہو کہ حضرت نے جو اسکے کبیرہ ہونے کی پہلے نفی کی تو مراد اس سے
یہ ہو کہ اکبر کبائر سے نہین ہے مثل قتل وغیرہ کے اگرچہ خود فی الجملہ
کبیرہ ہے (۵) یہ کہ بصورت ظاہری وہ کبیرہ نہین ہے۔ مگر گناہ کی حیثیت
سے کبیرہ ہے (۶) یہ کہ ان لوگون کے نزدیک (جنپر عذاب ہو رہا ہے)
یا مخاطبین کے نزدیک وہ کبیرہ نہین ہے مگر خدا کے یہان کبیرہ ہے

جیسا کہ خدا نے فرمایا وتحسبونہ هینا وهو عند الله عظیم (وہ لوگ
اُسے ایک گمان کرتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک وہ عظیم ہے) تو اس سے مراد یہ
کہ پیشاب سے احتراز نہ کرنا اور پرہیز کرنا کچھ بڑی بات نہ تھی اگر کوئی
مشقت ہوتی ہو (بلکہ بہت آسان ہے اسپر بھی اسکا خیال نہ کیا) بغوی
وغیرہ نے اسی احتمال کو تصحیح کیا ہے اور ابن دقیق العید وغیرہ نے
اسکو ترجیح دی ہے (اور) یہ بھی محتمل ہے کہ اسکے کبیرہ ہونے کی نفی
اس وجہ سے کی کہ صرف پرہیز نہ کرنا بول سے کبیرہ نہیں ہے۔ مگر اسپر
اصرار اور مواظبت کرنا البتہ کبیرہ ہے۔ چنانچہ اسکی تاکید بھی خود ان
روایتوں سے ہوتی ہے جن سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ ان لوگوں کو یہی
عادت تھی تمام ہوا ترجمہ ابن حجر بقدر ضرورت۔

ان اختلافات کی نقل سے ہمارا مطلب صرف اسقدر کہ اہل سنت
کو معلوم ہو کہ نجاست بول سے پرہیز نہ کرنا باعتراف انکے علما کے گناہ کبیرہ
ہے خواہ بوجہ اسکا علم ہو یا ان مردوں کے اور مخالفین کے اعتقاد میں
وہ گناہ کبیرہ نہو۔ حضرت عمر نے اسکو ایسا خفیف جانا کہ اب کوئی شخص اسکو
گناہ صغیرہ بھی نہیں جانتا یہ جائیکہ کوئی گناہ کبیرہ سمجھے

پھر لکھتے ہیں۔ اکثر روایتوں میں لایستتر ہے تو مراد اس سے یہ ہی
کہ وہ اپنے اور بول کے درمیان میں ستر نہیں کرتا تھا یعنی پرہیز نہیں
کرتا تھا اس صورت میں وہ روایت بھی اسکے مطابق ہو جائیگی جس میں
لایستنزہ ہے کیونکہ تنزہ کے معنی دوری کے ہیں اور روایت ابن عساکر
میں لایستبری ہے استبراء سے کہا ابن دقیق العید نے کہ سیاق حدیث
دلالت کرتا ہے اسپر کہ بول کو عذاب قبر سے خاص لگاؤ ہے۔ تو
معلوم ہوا کہ حدیث کے فقرہ لایستتر سے کشف عورت نہیں مراد
ہے کیونکہ صحیح ابن خزیمہ میں ہے ابوہریرہ سے کہ اکثر عذاب قبر

بوجہ پیشاب کے ہے یعنی بسبب بے احتیاطی اور بے پرہیز کرنے کے
پیشاب سے چنانچہ ابو بکرہ کی روایت کہ ایک ان میں سے پیشاب کے
بارے میں عذاب کیا جاتا تھا۔ اسی کی مؤید ہے جیسا کہ امام احمد و ابن ماجہ
نے روایت کی اور طبرانی نے بھی مثل اسکی انس سے روایت کی ہے۔ افسوس
ہے کہ ان شارحین نے یہ نہ لکھا کہ وہ کس طرح کی بے احتیاطی کرتے تھے
جس سے انپر عذاب قبر ہوا کیونکہ یہ تو ہو نہیں سکتا وہ صحابی اس پیشاب کو
پاک سمجھتے ہوں کیونکہ نجاست ضروری دین سے ہے جسکا منکر کافر ہے
اور وہ لوگ ایک زمانہ تک صحبت رسول سے مستفید ہوئے تھے کیونکہ
ایک راوی اس روایت کے حضرت ابو ہریرہ بھی ہیں جو فتح کے بعد
ایمان لائے لہذا یہ گمان تو ہو نہیں سکتا کہ وہ مطلقاً اسکی طہارت نہ
کرتے ہوں چنانچہ الفاظ حدیث بھی اسپر دال ہیں۔ تو ضرور ہوا کہ ان لوگوں
کی طہارت بھی ہوتی کہ مطابق مذہب حضرت عمر کو رخ لیتے ہوں اور یہی
باعث عذاب قبر ہوا کیونکہ یہ طہارت مطابق شریعت نہ تھی
اسکے بعد اس جملہ کی شرح میں کہ حضرت نے درخت خرما کی تر ڈالی
منگا کر دونوں قبروں پر رکھ دی لکھتے ہیں: جو کچھ مسلم نے جابر سے اس
بارے میں روایت کی ہے ایک طولانی حدیث میں کہ جابر ہی دونوں
ڈالیاں کاٹ لائے۔ تو یہ دوسرا واقعہ ہے کیونکہ اولاً بخاری والی روایت
کا قصہ خاص مدینہ کا ہے کہ بہت سے صحابہ حضرت کے ساتھ تھے۔ اور مسلم
والی روایت سفر سے متعلق ہے کہ حضرت پاخانہ تشریف لے جاتے تھے
اور جابر ساتھ تھے۔

۱؎ دیکھو روضہ ندیہ صفحہ ۵۳ اس تقریر کی وجہ یہ ہے کہ بخاری مسلم کی
حدیثوں میں اختلاف تھا اسلیے یہ تقریر کی گئی کہ دونوں حدیث صحیح ہیں ۱۲ منہ

ثانیاً بخاری والی روایت مین ہے کہ حضرت نے دو ٹکڑے کر کے دونون
قبرون مین گاڑ دیا بخلاف روایت مسلم کہ اسمین حضرت نے جابر کو حکم دیا کہ اُن
دونون درختون کی دو ڈالیان کاٹ لاؤ جنکی آڑ مین حضرت قضاے حاجت
کیلیے بیٹھے تھے اسکے بعد جابر کو حکم دیا کہ ڈالتے جاؤ یعنی اُن ڈالیون کو ڈالدین
جہان حضرت بیٹھے ہوے تھے پھر جابر نے سوال کیا تو حضرت نے فرمایا
میرا گذر دو قبرون پر ہوا جنپر عذاب ہو رہا تھا۔ لہذا مین نے چاہا کہ میری
شفاعت سے جبتک اُن کو تخفیف ہو جبتک یہ دونون ڈالیان تر رہین پس
معلوم ہوا کہ دونون روایتین (بخاری و مسلم کی) دو واقعے سے متعلق ہین
اور کوئی تعجب نہین کہ یہ قصہ چند مرتبہ ہوا ہو چنانچہ موید اسکی روایت صحیح
ابن حبان بھی ہے ابو ہریرہ سے کہ حضرت کا گذر دو قبر پر ہوا تو وہان
توقف کیا اور دو ڈالیان خرما کی منگوا مین ایک کو سرہانے رکھا اور دوسری
کو پیر کی طرف تو اب یہ تیسرا قصہ ہوگا۔ اور موید اسکی روایت ابو رافع بھی
ہے کہ حضرت نے دو ٹکڑے کر کے ایک سر کی طرف رکھا اور دوسرا پیر
کی طرف اور قصہ واحدی مین سے (جس مین ایک ہی قبر کا ذکر ہے) کہ
حضرت نے ایک نصف تو سرہانے رکھا اور دوسرا نصف پیر کی طرف اور
قصہ اثنین مین ہے کہ ہر قبر پر ایک جریدہ رکھوایا۔

فقرہ ۱۵ علامہ عینی اسکی شرح مین لکھتے ہین کہ کہا مازری نے ممکن ہے کہ
حضرت کو وحی معلوم ہوا ہو کہ جبتک وہ دونون خشک نہ ہونگی تخفیف عذاب
رہیگی۔ اور کہا گیا ہے کہ حضرت نے اتنی مدت کے لیے شفاعت کی ہو
کہا خطابی نے کہ حضرت نے دعا کی ہوگی تخفیف کی جبتک تری
رہے نہ یہ کہ جریدہ کو کوئی خصوصیت ہو یا تر کو زیادہ خصوصیت بہ نسبت
خشک کے ہے بسبب عقلی سے ہین گویا فعل رسول عبث تھا اور بہ سبب
اہتمام لغو تھا معاذ اللہ من ذالک اور کہا گیا ہے کہ جبتک جریدہ مین

تری رہتی ہے تسبیح خدا کرتا ہے تو برکت تسبیح سے تخفیف عذاب ہوتا ہی
اور نصب جریدتین سے یہ مرتکب مخالفت نص رسول سے ہیں جیسے ابن حجر
فرماتے ہیں) اگر یہ مانا جاوے کہ جتنے درخت ہیں سب اُسمین شریک ہیں جو
تر ہونگے اور یہی حال ہی اُن چیزون کا جن مین برکت ہے مثل ذکر تلاوت
قرآن کے تو اس سے بدرجہ اولیٰ تخفیف عذاب ہوگا۔

کہا طیبی نے اسکی حکمت ہمکو معلوم نہین کیون تری رہنے سے عذاب نہوگا
جیسا کہ زبانیہ کی تعداد نہین معلوم۔

اور مستنکر رہا خن جاناہی خطابی نے جریدتین لگانے کو قبر پر بنیاد
اس روایت کے اگرچہ فعل رسول ہو۔

کہا طرسوسی نے وجہ استنکار یہیں) اسوجہ سے کہ یہ برکت خاص تھی حضرت
کے ہاتھ کے ساتھ۔ کہا قاضی عیاض نے اسوجہ سے جریدتین کا رکھنا مستنکر
ہے کہ حضرت نے خبر غیب بیان کی کہ چونکہ اُنپر عذاب ہورہا تھا اسوجہ سے
جریدتین گاڑ دی گئی۔ سوچونکہ یہ امر غیب سے متعلق تھا کہ حضرت کو معلوم ہوا لہذا
اب ایسا نکرنا چاہیے کیا معلوم کہ اب عذاب ہوتا ہے یا نہین (قلت)
ابن حجر کہتے ہین کہ ہمارے اس نجاننے سے کہ عذاب ہوتا ہی یا نہین یہ
ضرور نہین ہے کہ وہ کام نکرین جس سے تخفیف عذاب ہو جیسا کہ حال
رحمت خدا نجاننے سے یہ نہین ہوسکتا کہ ہم دعاے رحمت نکرین اور نیز
سیاق روایت مین ظاہر نہین ہے کہ حضرت نے یہ کام کیا ہو بلکہ محتمل ہے
کہ حضرت نے اسکا حکم دیا ہو چنانچہ اسکی تاسی کی بریدہ بن حصیب صحابی
نے کہ وصیت کی اسکی کہ ان کی قبر پر دو جریدۃ رکھا جاوے جیسا کہ باب جنائز
مین مذکور ہوگا تو وہ زیادہ مستحق ہین اسکے کہ پیروی کیجاوے انکی منہ
ان روایات اور اقوال سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اہل سنت مین کسقدر جعد دیانت
داری ہو اور خداترسی اور کسقدر جدا تباع سنت رسول ہے کہ حضرت تو اسقدر رحیم

اسمین تاکید فرمائین کہ ایک مرتبہ نہین بلکہ دو دو چار چار مرتبہ دکھائین۔ اور لوگون کو بتائین اور یہ حضرات اسکو خلاف عقل سمجھین اور قابل مضحکہ جانین اور صرف اسوجہ سے کہ اس کی حکمت ان کی سمجھ مین نہین آتی اس سنت کو موقوف کر دین۔ حالانکہ خود ناقل ہین کہ حضرت بریدہ بن حصیب صحابی نے انکی وصیت کی مگر لوگ بمخالفت حکم رسول اسکو مستنکر اور ناجائز جانین **اس سے بڑھکر اتباع سنت رسول کی کیا دلیل ہوسکتی ہے۔**

افسوس کہ اصول دین مین جہان اجتہاد واجب ہو یہ لوگ عقل کو سد راہ معطل کر دیتے ہین کہ گویا اسکو تمیز ہی نہین یعنی کسی چیز کی اسکو حسن معلوم ہوتا ہے نہ قبیح۔ اور عبادات مین جہان صرف تعبد درکار ہے اور وہان یہ لیت ولعل کیا جائے کہ اسکی حکمت نہین سمجھ مین آتی مصلحت اسکی نہین معلوم ہوتی۔ لہذا اسکو ترک کرنا چاہیے اور قبیح و مستنکر سمجھنا چاہیے یہ مدعی ہین اتباع سنت کے حالانکہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین اسی جریدتین کے بارے مین لکھتے ہین واذا کان العقل لا یحصل حصول تمیز فیہ وجاء النص وجب المصیر الیہ حالا یعنی جب عقل پورے طور پر اسکی مصلحت کو دریافت نہین کر سکتی اور نص صریح موجود ہے تو اسکی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ یعنی جریدتین کا استعمال کرنا چاہیے۔

جس باب جنائز کا اشارہ ابن حجر نے کیا ہے اسکی حالت یہ ہو کہ امام بخاری نے ایک خاص باب اسکے لیے قرار دیا باب الجرید علی القبر واوصی بریدة الاسلمی ان یجعل فی قبرہ جریدتان ۔ حافظ ابن حجر اسکی شرح مین لکھتے ہین در وصیت کی بریدہ نے کہ جریدتین انکی قبر مین رکھی جائین۔ اور موت ان کی ادے خراسان مین ہوئی ابن مرابط وغیرہ نے کہا ہے کہ محتمل ہو کہ بریدہ نے اسکا حکم دیا ہو کہ ظاہر قبر مین اوجر یدے گاڑ دیے

جامین جریدٍ اسلئے نقل کی کہ حضرت نے بھی جریدتین کو قبر پر رکھا تھا
اور یہ بھی احتمال ہے کہ بریدہ نے قبر کے اوپر رکھنے کا حکم دیا ہو کیونکہ درخت
خرما مین خاص برکت ہے بسبب قول حق تعالیٰ کشجرۃ طیبۃ کے گو احتمال
اول زیادہ ظاہر ہے اور موید اسکا بھی ہے کہ مصنف نے اسی باب مین
اس حدیث کو وارد کیا اور بریدہ نے اس حدیث کو عام سمجھا کہ ہر شخص کو ایسا
کرنا چاہیے نہ یہ کہ خاص ہو انھین دونون قبرون سے جنپر
عذاب ہوتا تھا۔

اسکے بعد یہ واقعہ لکھا ہے کہ عائشہ نے اپنے بھائی عبد الرحمن بن ابی بکر
کی قبر پر ایک خیمہ نصب کرایا اور ایک خادم کو اسکی حفاظت کے لیے مقرر
کیا جب ابن عمر آئے تو انھون نے خیمہ کو اکھڑوا دیا اور کہا اسکا عمل سایہ انکا
ہوگا جو کہ اس واقعہ سے ہم کو غرض نہین ہے لہٰذا پہلی روایت بخاری
کے بقیہ شرح کی طرف رجوع کرتے ہین۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہین کہ
اس مین اختلاف کیا گیا ہے کہ جن مردون پر عذاب ہو رہا تھا قبر مین وہ کافر
تھے یا مسلمان ابو موسیٰ مدینی نے تو اسکا یقین کیا ہے کہ وہ کافر تھے اور
ابن عطار کا جزم اسپر ہے کہ وہ مسلمان تھے ورنہ حضرت تخفیف عذاب
کے لیے کیون دعا کرتے ابن حجر لکھتے ہین کہ حدیث کے مجموعی طریقون
سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دونون قبرین مسلمانون کی تھین کیونکہ
ابن ماجہ کی روایت مین ہے مر بقبرین جدیدین [illegible]
کہ وہ دونون قبرین تازہ تھین تو معلوم ہوا کہ زمانۂ جاہلیت کی قبرین
نہ تھین۔ اور حدیث ابو امامہ مین ہے بروایت احمد کہ حضرت کا گذر قبرستان
بقیع مین ہوا تو پوچھا آج کسکو تم نے یہان دفن کیا ہے اس سے
صاف معلوم ہوا کہ وہ دونون مسلمان تھے کیونکہ بقیع مسلمانون کا قبرستان
تھا اور خطاب بھی حضرت نے مسلمانون سے کیا اور روایت ابو بکرہ نزد احمد

طبرانی بھی اسی کی موید ہے جو بسند صحیح ہے کہ وہ دونوں مسلمان تھے
کیونکہ حضرت نے فرمایا ان دونوں پر کسی بڑے امر کے سبب سے نہیں
عذاب ہوتا صرف غیبت اور بول کے سبب سے عذاب ہو رہا ہے تو اس
حصر سے بھی معلوم ہوا کہ وہ مسلمان تھے کیونکہ کافر پر گو بسبب ترک
احکام اسلام بھی عذاب ہوتا ہے مگر کفر پر عذاب ہونا یقینی ہے جیسا کہ
تاسکار فرماتے ہیں اس حدیث میں بہت سے فائدے ہیں ایک یہ کہ عذاب
قبر کا ثابت ہے دوسرے یہ کہ ہین قدر یعنی محافظت سے ملا یہ بول سے
اور ملحق ہے اسکے ساتھ دوسری نجاستیں بھی بدن کی ہوں یا لباس
کی انتہی مختصرا۔

اگرچہ ان عبارتوں کی نقل میں کچھ طول ہوا مگر اس سے چند فائدے
حاصل ہوئے۔

اول یہ کہ پیشاب سے احتراز کرنا اور اسکی نجاست کا خیال نہ کرنا ایسا گناہ
کبیرہ ہے کہ حضرت کو وحی الٰہی کے ذریعہ سے اطلاع دی گئی تو اب حضرت عمر
کا اسکی مخالفت کرنا کس درجہ ایمان داری کی دلیل ہے
اور ائمہ اربعہ کا بلا اختلاف اسے قبول کر لینا کس درجہ مخالفت
سنت کی دلیل ہے۔

دوسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے امر میں متابعت سنت رسول کرنا کیسا
آسان ہے کہ بول کی طہارت کر لیا کریں مگر اس میں بھی سنت رسول کی پیروی
نہیں کی جاتی تو امور مہمہ و مشکلہ میں کیا امید ہو سکتی ہے اور جب ایسی باتوں
میں حضرت عمر نے مخالفت رسول کی اور اپنے اسلاف کی اتباع کو مقدم
سمجھا تو جن امور میں کہ نفع دنیوی مترتب تھا کیوں نہ مخالفت رسول کو
ضروری سمجھیں گے

تیسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ خود حضرت کے صحابی پر اسی وجہ کر عذاب قبر ہو

کہ وہ لوگ پیشاب سے پرہیز نہ کرتے تھے کیونکہ علاوہ روایات کے خود حافظ ابن حجر نے تصریح کر دی کہ وہ سب مسلمان تھے جو قبرستان بقیع میں مدفون ہیں تو پھر دوسرے صحابہ پر بھی ایسا ہونا [illegible] ہو سکتا ہے خصوصاً اس شخص پر جس کی رائے و قیاس نے نجاست بول سے احتراز کرنے کو ختم کر دیا۔ اس روایت نے اہل سنت کے اس عقیدہ کی بھی قلعی کھول دی جو اپنے صحابہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ سب مغفور ہیں اور سب بہشتی ہیں۔

چوتھے یہ کہ حضرت نے ایک ہی دفعہ نہیں اسکو ظاہر کیا بلکہ مکرر سہ کرر جیسے دو شخصوں کا اقرار ابن حجر کو بھی ہے حضرت نے ظاہر فرمایا کہ سبب اجتناب نہ کرنے کے بول سے انپر عذاب قبر ہو رہا ہے۔ پھر حضرت عمر نے مطلقاً نہ خیال کیا اور کھوج کو جاری کیا اور تمامی اہل سنت نے بلا اختلاف اسے قبول کیا۔

پانچویں یہ کہ ان لوگوں نے عام طور پر اس فعل رسول کو لغو سمجھا کہ جریدتین سے عذاب قبر میں تخفیف ہوتی ہے گو کسی نے کچھ تاویل کی کسی نے کچھ بات بنائی مگر کسی طرح ان کی عقل میں یہ بات نہ آئی کہ جریدتین سے کیوں تخفیف عذاب ہو جاتی ہے آخر اس سے ممانعت کر دی گئی اور کسی شخص کو اہل سنت سے جریدتین نہیں دیا جاتا بلکہ شیعوں کی اس پابندی سنت پر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ خود اسکے بھی عادی ہیں کہ علاوہ سنت رسول حضرت بریدہ صحابی نے بھی اسکی وصیت کی کہ انکی قبر میں جریدتین رکھی جائیں تو اگر در حقیقت یہ حضرات متبع سنت رسول ہوتے تو ضرور اسپر عمل کرتے جس پر حضرت نے نہایت درجہ اہتمام اور مبالغہ فرمایا بلکہ اگر سنت صحابہ کے بھی متبع ہوتے تو فعل حضرت بریدہ صحابی کی تقلید کرتے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے کہا کہ انکا فعل زیادہ تر قابل اتباع ہی اور ان پیروؤں کو کرنا چاہیے جس سے تخفیف عذاب مترتب ہو۔

تو اب ہمیشہ یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرات اہل سنت عمل میں تبع سنت رسول
نہیں ہیں بلکہ سنت عمری کے پیرو ہیں جبھی اس درجہ کلوخ لیتے ہیں کہ
کرتے ہیں جو صرف حضرت عمر کا فعل ہے اور جریدہ نہیں کا بھی اپنے مردوں میں
استعمال نہیں کرتے حالانکہ سنت رسول و عمل حضرت بریدہ ضرورت اس کی
ثابت ہے مگر چونکہ حضرت عمر نے یا انکے پیرووں نے اسکو لغو جانا لہذا آجتک یہ
سلسلہ انکے یہاں متروک رہا گو امام بخاری اسکے لیے خاص باب ہی مقرر کریں۔
فعل حضرت بریدہ نے اور اہل سنت کی مخالفت نے انکے طرز عمل سے
اور بھی اس خیال کو ثابت کر دیا کہ غرض داصلی انکا اتباع سنت رسول نہیں ہے
کیونکہ حضرت بریدہ صحابی ان لوگوں سے ہیں جنکا میلان اہلبیت طاہرین

سلف امام ابو بریدہ سب اہل حسب اہل اسلام تو اسے تھے قبل جنگ بدر جنگ حدیبیہ میں
شریک تھے اور بیعت الرضوان میں داخل تھے مدینہ میں سکونت تھی پھر بصرہ گئے بعد خراسان
اور مرو میں وفات پائی بزمانہ یزید بن معاویہ دیکھو استیعاب جلد اول حضرت حدیث ولایت
ان علیا منی وانا من علی وھذا ولی کل مومن من بعدی انھیں سے زیادہ ہوئی
ت روضۃ الصفا میں تذکرہ صاحب خیبر گوید کہ بعض گفتہ اند کہ بریدہ بن الحصیب الاسلمی
علم مرتب داشتہ بمدینہ آمدہ بود بر سرائے مرتضی علی نصب کرد عمر ابن الخطاب باین معنی
وقوف یافتہ وبا او خطاب کرد کہ چہ علم بابی کہ بیعت کردہ اند تو چرا مخالفت میکنی جواب
داد کہ ما بغیر صاحب این بیت با دیگرے بیعت نمیکنیم بعد ازان صحابہ مجمع ساختہ بریدہ را طلب
کردند بریدہ حاضر شد ازوی استفسار نمودند کہ حال توصیت کہ امثال این کلمات از تو نقل
میکنند بریدہ جواب داد کہ نوبتے حضرت پیغمبر مرا با خالد بن الولید با طائفہ ہمراہ علی ابن ابیطالب
بجانب یمین فرستاد بخدا سوگند دران سفر ہیچ تربیتے را بر قرب علی دشمن تر و ہیچ فرستے را
بر فراق او دوست تر نمیداشتم چون از سفر بازگشتم اول بخدمت حضرت شتافتم آن حضرت فرمود کہ
علی را چگونہ گذاشتی من بنا بر کدورتی کہ از علی در دل داشتم عیب او کردم از سخن من تغیر بر
بشرہ مبارک آنحضرت ظاہر شد فرمود اے بریدہ لا تقع فی رجال ۔۔ لا وانہ ولی الناس بکم بعدی ف

کی طرف زیادہ تھا۔ اور مخالفت شیخین کے علمبردار تھے امید ہے ان کا فیصل قابل تصدیق ہوگیا اب یہاں ہم تمامی اہل سنت سے عموماً اور اہل حدیث سے خصوصاً بکمال ادب سوال کرتے ہین کہ احادیث مذکورہ بالا کو ملاحظہ فرماکر انصاف فرمائین کہ خداترسی اور دینداری اور اتباع سنت کا دعوی شیعون کو زیادہ مناسب ہے جو مطابق سنت رسول ہمیشہ بول کا استنجا پانی سے کرتے ہین اور کلوخ نہین لیتے اور مطابق سنت رسول بعمل حضرت بریدہ جریدتین کو میت کیساتھ قبر مین ضرور رکھتے ہین !! یا اہل سنت کو جو بہ سنت عمری کلوخ کے استعمال مین زیادہ مبالغہ کرتے ہین یہانتک کہ پانی موجود رہتے بھی وہ کلوخ ہی لیتے ہین۔ اور مخالفت سنت رسول پانی سے استنجا کو لازم نہین جانتے اور بمخالفت سنت رسول وعمل حضرت بریدہ جریدتین کے استعمال کو اموات کیلئے قابل مضحکہ جانتے ہین۔

اگر حضرات ناظرین دونون مسئلون پر کچھ بھی غور کرینگے بلکہ نظر سرسری بھی دوڑائینگے تو ان کو صاف معلوم ہوگا کہ سنت رسول اللہ سے ہرگز ہرگز ان کو کوئی واسطہ نہین بلکہ جو کچھ ہے وہ سنت عمری صرف عوام کی فریب دہی کیلئے سنت رسول کا دعوے کیا جاتا ہے۔

ہان وہ لوگ یہ کہہ سکتے ہین کہ ہم اپنے اعمال کو خصوصاً ولائے شیخین کو ایسا عمل صحیح سمجھتے ہین کہ عذاب قبر کا مطلقاً خوف ہی نہین اس لیے جریدتین کی ضرورت نہین۔ مگر جس شخص کو اسکا دعوی ہو کہ ہم بندہ خدا ہین کیونکر ایسا کلمہ منھ سے نکال سکتا ہے؟ جو خدا اور اسکے رسول پر حشر ونشر پر ایمان لا چکا ہے اور خدا کو غفور رحیم کے ساتھ جبار وقہار بھی مانتا ہو وہ کیونکر اسکا قائل ہو سکتا ہے! یہ دعوی تو صرف دہریون کو ہو سکتا ہے۔ جو

نہ خدا کو مانتے ہین نہ حشر ونشر وحساب کو۔ جب ہی تو وہ پیشاب کی طہارت کو پانی سے اور جریدتین کو ایک شئے لغو سمجھے ہین۔ کہ پیشاب سے کیسا عذاب ہوگا ؟ اور خرما کی ڈال کیا تخفیف عذاب کر سکتی ہے ! اگر پاخانہ مین بدبو نہوتی طبعی کراہت اُس سے نہ ہوتی تو اسکے بھی دھونیکی ضرورت نہ تھی جب ہی تو حضرت عمر وابن الزبیر نے عادتاً عمر آبدست ہی نہ لیا۔

کیسے افسوس کی بات ہے کہ رسول اللہ کے صحابی جنھین خود صحابہ نے غسل وکفن دیا اور اگر رسول اللہ نے اُنکے جنازہ کی نماز نہ پڑھی ہو تو صحابہ نے ضرور پڑھی ہوگی۔ اور جنت البقیع مین مدفون بھی ہوئے۔ اسپر تو بوجہ نہ پرہیز کرنے کے پیشاب سے اُنپر عذاب خدا نازل ہوا اور بریدہ سا جلیل القدر ان خدمات اسلام پر خائف رہے عذاب قبر سے جو جریدتین کے لیے وصیت کر جائے۔ مگر حضرت عمر اور اُن کی امت اہل سنت ایسے خدا کے بیٹے بنے ہین کہ باوصفیکہ طہارت بول بھی نہین کرتے اسقدر جو عذاب قبر سے مطمئن ہون کہ جریدتین کی بھی اُنکو ضرورت نہو بلکہ اُسکو قابل مضحکہ سمجھین۔ تو اب بجز اسکے کیا کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ اہل سنت سنت عمری کے پابند ہین لہذا اس کلوخ مین جو سنت خاص حضرت عمر کی ہے اُس مین متفق ہین۔ اگر سنت رسول سے مطلب ہوتا تو کسی کو اندازیہ سے اس کا خیال آتا اور اختلاف کرتے جیسا کہ دیگر مسائل مین صدہا قسم کا اختلاف کر رہے ہین جن مین کوئی بھی حدیث آنحضرت کی موجود ہے مگر کس مسئلہ کلوخ مین کسی کو اختلاف نہین دیکھیے سنت رسول یہ ہے صحیح بخاری مین ہے

باب الاستنجاء بالماء وقال سمعت انس بن مالک قال

كان النبي اذا خرج لحاجته اجئ انا وغلام معنا اداوة من ماء يستنجي به صـ

باب ما جاء في غسل البول وقال النبي لصاحب القبر كان لا يستتر من بوله ولم يذكر سوى بول الناس عن انس بن مالك قال كان رسول الله اذا تبرز لحاجته اتيته بماء فيغسل به صـ

باب حدثنا محمد بن المثنى عن ابن عباس قال مر النبي بقبرين فقال انهما ليعذبان وما يعذبان في كبير اما احدهما فكان لا يستتر من البول واما الآخر فكان يمشي بالنميمة ثم اخذ جريدة رطبة فشقها نصفين فغرز في كل قبر واحدة قالوا يا رسول الله لم فعلت هذا قال لعله يخفف عنهما ما لم ييبسا قال ابن المثنى وحدثنا وكيع قال حدثنا الاعمش سمعت مجاهدا مثله

پہلی روایت اگرچہ مطلق استنجا کے بارے میں ہے خواہ پیشاب سے ہو خواہ پاخانہ سے مگر اس کی دلالت پیشاب کے استنجا پر بھی واضح ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں واستدل البخاری بهذا الحدیث علی غسل البول کما سیاتی

اور دوسری روایت کے بارے میں حافظ مذکور فرماتے ہیں والاستدلال به ایضا علی غسل البول اعم من الاستدلال علی الاستنجاء فلا تکرار فیه

اور تیسری روایت کے بارے میں لکھتے ہیں والاستدلال به علی غسل البول واضح لکن ثبتت الرخصة فی حق المستجمر فیستدل به علی وجوب غسل ما انتشر علی المحل صـ

یہ تینوں روایتیں صرف صحیح بخاری کی ہیں جن سے وجوب غسل بول

بطرح حت تمام ثابت ہوا اور دو حدیثین اسکی صحیح مسلم مین بھی منقول ہین
باب الدليل على نجاسة البول و وجوب الاستبراء منه مین جس
سے عام طور پر معلوم ہوا کہ ہمیشہ حضرت کا یہی دستور تھا کہ استنجا وغیرہ
پانی سے کیا کرتے اور حضرت اس سے استنجا کرتے ۔ اور غسل اس کے
حدیثین مذکور ہوئین جن سے معلوم ہوا کہ عموم عذاب قبر اسی وجہ سے ہے کہ
لوگ استبرا نہین کرتے یعنی اسکی طہارت کی پروا نہین کرتے ۔ تو اب
غور کرنا چاہیے کہ حضرت عمر نے خلاف سنت اس امر کے رسول اللہ نے اپنی امت
کے لیے عذاب قبر کا دروازہ کھلا رکھا تو کیا یا نہین ؟ اور اسپر عمل کرنیوالے
جن مین ائمہ اربعہ تمام و کمال شریک ہین عامل بر سنت رسول ہین یا
بر سنت عمر کیونکہ حضرت شاہ ولی اللہ نے تصریح کردی ہے کوئی حدیث
نبوی اس بارے مین نہین بجز فعل عمر کے ۔

۲) ابن حجر کا یہ قول بلا سند لا یدل علی غسل البول و انما تمکن
ثبت الرخصة في حق المستجمر کہ اگر جیسی اس حدیث سے استدلال کرنا
غسل بول پر صحیح ہے مگر مستجمر (کلوخ لینے والے) کے حق مین رخصت ثابت
ہے کسقدر یہ خلاف انصاف ہے کیونکہ کوئی حدیث صحیح بخاری مین یا اور
کسی مین اس بارے مین نہین وارد ہے کہ حضرت نے ان کی طہارت مین
اعتبار کیا ہو پھر رخصت یعنی اجازت کہاں سے ثابت ہوئی ۔ اگر مراد رخصت
سے یہ ہے کہ فعل عمر نے اسکی رخصت دی تو صحیح ہے مگر یہ اول نزاع
ہے کہ بجز خدا و رسول کسی کے فعل کو احکام شرعی مین دخل ہے یا نہین
جسکا جواب اہلسنت ہمیشہ یہی دیتے ہین کہ جواز و حرمت کسی چیز کی
بجز حکم خدا اور رسول اور کسی سے نہین ہو سکتی پھر اس کلوخ کو کیا عزت
ہے جو فعل عمر سے اسکا جواز ثابت ہو جائے ۔ زیادہ تر تعجب تو اسپر ہے
کہ یہی ابن حجر اس درجہ امام بخاری کے مقلد ہین کہ جعفتا و ضو مین

صرف اسوجہ سے کہ امام بخاری نے حدیث ابن عمر و ویل للاعقاب من النار سے استنباط کیا تھا کہ غسل قدمین کرنا چاہیے نہ مسح رجلین منصوص صریح کتاب سے سنت کو رد کر دیا اور بہ تبعیت استنباط بخاری غسل کے قائل ہوئے[1] مگر نہ معلوم یہان امام بخاری نے کیا قصور کیا جو ابن حجر صاحب نے صرف رد حدیث نبوی ہی پر نہین اکتفا کی بلکہ استدلال امام بخاری کو بھی رد کر دیا حالانکہ انھون نے تین حدیثین اس مادہ مین لکھین ادب کی نسبت ابن حجر صاحب اقرار کرتے ہین والاستدلال به على غسل الرجل واضح تو اب بجز اسکے کیا کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ [illegible] مین خلافت امام بخاری مین اختلاف تھا اس لیے حمایت امام بخاری فرض تھی اور دوسرے کلوخ مین چونکہ حضرت عمر اور امام بخاری مین اختلاف تھا اس لیے حمایت خلیفہ ضروری سمجھی گئی کہ کسی طرح انکا ایجادی کلوخ جاری رہے اہل حدیث ان احادیث کو دیکھ کر اسکے تارک نہو جائین بدعت نہ سمجھنے لگین۔ اسیوجہ سے اُسکے واسطے یہان رخصت کا دعوے کر بیٹھے۔ اُس سے بھی زیادہ عجیب یہ تاویل ہے کہ ما قیل فی الاستدلال به على وجوب غسل ما انتشر على المحل کہ اس حدیث سے استدلال کیا جائیگا اُس پیشاب کے غسل پر جو منتشر ہو جاوے اپنے محل سے کیونکہ تینون حدیثون مین کوئی لفظ اسپر نہین دلالت کرتا کہ یہ طہارت انتشار علے المحل سے متعلق ہے اور چونکہ کوئی حدیث معارض اسکی نہین ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ نے تصریح کی تو کوئی ضرورت بھی اس تاویل کی نہ رہی کیونکہ دوسری حدیث مین اسکی تصریح موجود ہے کہ آنحضرت جب حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تھے تو ہم پانی لے جاتے تھے جس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ استنجا آپ کا

---

[1] دیکھو رسالۃ الوضو صفحہ

پانی سے ہوتا تھا اور آپ پانی سے طہارت کرتے تھے یعنی جو سمجھے تو کیا حضرت کی نسبت کوئی خیال کرسکتا ہے کہ ہر دفعہ آپکو اِنتشار علی المحل پیش آتا تھا۔ اور کیا انس ابن مالک وغیرہ بھی اس راز سے مطلع تھے۔ جو ہر دفعہ پانی لے جایا کرتے تھے۔

افسوس ہزار افسوس کہ یہ لوگ خود ہی ان حدیثون کو بھی نقل کرتے ہین جسمین حضرت نے اسکی تصریح کی کہ عامہ عذاب قبر اسی وجہ سے ہو کہ وہ لوگ پیشاب سے احتراز نہین کرتے اور خود ہی یہ بھی لکھتے ہین کہ حضرت ہمیشہ بول کی طہارت پانی سے کرتے۔ مگر صرف تائید فعل عمر کے لیے سب حدیثون کو رد کرکے یا تاویل کرکے عذاب قبر کو قبول کرتے ہین اس سے بڑھکر اور کون سی دلیل اسکی ہوتی ہے کہ اصلی مذہب انکا اتباع عمر ہی نہ اتباع خدا و رسول۔

مولوی عبدالحی صاحب نے تو اور بھی کمال کیا کہ اسکی تصریح کرکے کہ کلوخ کا لینا کسی حدیث صریح سے ثابت نہین فعل عمر کے لیے ایک نئی تاویل سوجھی کہ حاشیہ شرح وقایہ مین لکھتے ہین واما فی البول فالغسل بالماء ثابت بھذہ الروایۃ واما استعمال الحجر فیہ فلم اطلع علی حدیث صریح یدل علیہ ان النبی فعل نعم یفہم ذلک من روایۃ ابن ماجہ التی ذکرناھا آنفا فانہ یعلم منہ ان موضع استنجائہ کان غیر موضع قضاء حاجتہ وکان یکتفی ھناک بالاحجار ویغسل فی موضع اخر ویعلم منہ انہ کان یستعمل بعد البول ایضا حجرا او ترابا ونحو ذلک والا لزم تزائد النجاسۃ ثم ثبت ذلک صریحا عن عمر انہ کان یبول ویمسح ذکرہ بحجر او تراب

سلہ مولوی عبدالحی صاحب کی ادبیت اور عربیت اس تقریر مین قابل غور ہے کہ کس درجہ عالیہ پر فائز تھے ۱۲

ام بیستہ انصاب حیث شرح الوقایہ

یعنی پیشاب کے بارے مین تو طہارت کرنا پانی سے ثابت ہے کہ پانی ہی سے پاک کرنا چاہیے اور ایسے ایسے موقع پر کلوخ لینا کسی حدیث صریح رسول اللہ سے نہین ثابت ہے کہ حضرت نے کبھی کلوخ لیا ہو۔ ہان ابن ماجہ کی روایت سے جسے ابھی ہمنے ذکر کیا یہ سمجھا جاتا ہے کہ حضرت کے استنجا کی جگہ اور تھی اور پاخانہ پھرنے کی دوسری جگہ تو وہان [illegible] پاخانہ پھرتے ڈھیلون پر اکتفا کرکے (کلوخ لیکے) اور یہان آکر طہارت کرتے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت بعد پیشاب کے بھی پتھر یا خاک وغیرہ کا استعمال کرتے تھے (کلوخ لیتے تھے) ورنہ نجاست کا زیادہ پھیلنا لازم آتا ہے۔ ابن عمر کا یہ فعل البتہ بصراحت ثابت ہے کہ وہ پیشاب کرکے کلوخ لیتے یا خاک ڈال دیتے اور اسکے بعد پانی سے نہین دھوتے۔

اس تقریر سے صاف معلوم ہوا کہ مولوی صاحب اسکی کوشش کررہے ہین کہ کلوخ کی ایجاد کا سہرہ حضرت عمر ہی تک محدود نہ رہے۔ بلکہ رسول اللہ بھی ان کے شریک کیے جائین حالانکہ بصراحت خود لکھ چکے ہین کہ کوئی حدیث صریح اس مادہ مین نہین۔ پھر یہ تحریف کیونکر چل سکتی ہے؟ اور خود شاہ ولی اللہ صاحب نے اسے مذہب عمری مین لکھا ہے۔

اب اس حدیث ابن ماجہ کو دیکھیے جسکے مطلب سمجھنے مین آپ یہ خوش فہمی دکھا رہے ہین ففی سنن ابن ماجہ عن عائشۃ ما رأیت رسول اللہ صلعم خرج قط من غائط الا مس ماء یعنی سنن ابن ماجہ مین عائشہ سے روایت ہے کہ کبھی نہ دیکھا مین نے رسول اللہ کو پاخانہ سے نکلتے ہوئے بے آبدست کیے پانی سے۔ اب خدا کے واسطے ہمکو کوئی یہ بتاسے کہ اس حدیث مین کہان اسکا ذکر ہے کہ پاخانہ اور جگہ پھرتے اور آبدست دوسری

نہ بنے تھے جس سے وہ مقام علیحدہ علیحدہ سمجھا جائے جیسا کہ آج کل بھی
گنواروں میں جاری ہے کہ پاخانہ کہیں پھر کسی گڑھے وغیرہ پر جاکر
آبدست لے لیتے ہیں۔ کیا مولوی صاحب نے اشرف المرسلین کی بھی
شان یہی سمجھی ہے؟

مولوی صاحب کی یہ خوش فہمی اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ الاستنجاء
کو بعد خروج سمجھے کہ حضرت پاخانہ سے جب نکل آتے تھے تب آبدست
لیتے تھے۔ حالانکہ حضرت عائشہ یہ بیان کرتی ہیں کہ کبھی بغیر آبدست
کیے ہوئے آپ کو پاخانہ سے باہر آتے میں نے نہیں دیکھا نہ یہ کہ حضرت
پاخانہ سے باہر آکر کسی دوسرے مقام پر آبدست لیتے ہوں!

برین عقل و دانش بباید گریست

زیادہ تر افسوس تو اسکا ہے کہ خود اسکے بعد یہ روایت لکھتے ہیں۔
وفی الصحیحین عن انس کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل الخلاء فاحمل انا وغلام
معی اداوۃ من ماء [illegible] فیستنجی بالماء کہ حضرت جب پاخانہ تشریف لیجاتے
تو ہم لوگ ظرف آب لیجاتے جس سے آپ استنجا کرتے جس سے بصراحت
ثابت ہو کہ وہی پانی پہونچایا جاتا۔ برخلاف اسکے یہ تجویز کرنا کہ آپ دوسری
جگہ جاکر آبدست لیتے کسدرجہ کی تحریف ہے اور اسپر یہ کہنا کہ یہاں حضرت
کلوخ لیا کرتے کسدرجہ کی ایمانداری ہے حالانکہ کسی لفظ سے اسکا وجود
نہیں پایا جاتا کیونکہ بفرض محال اگر پاخانہ کی جگہ اور تھی اور آبدست
لینے کی اور تو اس سے کلوخ لینا کہاں سے نکلا کیونکہ قطرہ نجاست کا
احتمال تو اُس وقت ہوتا ہے کہ کسی کو عارضہ سلسل البول ہو [illegible]
کہ نہ پاخانہ رکے نہ پیشاب۔ اسپر یہ حدیث [illegible] ان کان یستنجی من البول
ایضاً حجرا و مدرا کیسا غلط ہوا اتہام ہے کیونکہ یہاں بطور حصر و جزم [illegible]
کیا کہ حضرت بعد پیشاب کے کلوخ لیا کرتے اور شروع میں کہا [illegible]

کوئی حدیث صریح اس باب مین نہین ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب بھی
نفی کلی کر رہے ہین اور خود حدیث مین بھی کوئی لفظ ایسا نہین ہے جس سے
یہ سمجھا جاوے کہ صرف پیشاب ہی کا ذکر ہے۔ پھر جز افترا و اتہام اسکو کیا
کہہ سکتے ہین کہ جواز فعل عمری کے لیے حضرت پر یہ ظلم کیا گیا حالانکہ حضرت
عائشہ کی اس روایت نے کہ کبھی بغیر آبدست کیے آپ پاخانہ سے باہر آتے
اس احتمال کو بالکلیہ قطع کر دیا کہ کبھی آپ نے کلوخ لیا ہو۔ کیونکہ اس روایت
کے صریح مطلب تو یہی ہین کہ کبھی ایسا ہوا ہی نہین کہ آپ نے پانی سے
آبدست نہ لیا ہو جس سے نفی کلی ہو گئی کلوخ لینے کی چہ جائیکہ انہی روایت
سے کلوخ لینے کا اثبات کیا جاوے اور اگر ان سب سے بھی قطع نظر کیا جاوے
تو مولوی صاحب کو کوئی فائدہ نہین کیونکہ انکا تو ان کو اقرار بھی ہے کہ اگر
بفرض محال کلوخ بھی لیتے تو اسکی طہارت پھر پانی سے کر لیتے۔ پس کیا نفع
ہوا کیونکہ وہ کلوخ اگر کافی ہوتا تو پھر حضرت اسکی طہارت پانی سے کیون
کرتے جو مذہب حضرت عمر تھا اور اہل سنت مین جاری و ساری ہے کہ پانی
رہتے ہوئے بھی وہ کلوخ ہی لیتے ہین اور اسکو مطہر اور پاک کرنے والا سمجھتے
ہین حالانکہ انس والی روایت وغیرہ مین بھی بصراحت مذکور ہے کہ ہم
ہمیشہ پانی لیجایا کرتے تھے آبدست کے لیے اور اسی کی موید وہ روایت بھی
ہے جسے مولوی صاحب جامع ترمذی و مسند احمد و مسند بیہقی و مسند بزاز
و مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ سے نقل کرتے ہین عن عائشۃ قالت
للنساء مرن ازواجکن ان یغتسلوا اثر الغائط والبول بالماء
فان رسول اللہ صلعم کان یفعلہ وانا استحی منھم جس سے معلوم ہوا
کہ حضرت عائشہ حکم دیتی ہین عورتون کو کہ اپنے شوہرون سے کہین کہ
وہ پاخانہ اور پیشاب کو پانی سے دھویا کرین کہ رسول اللہ یون ہی
کرتے تھے۔

آن نصوص صریحہ کو دیکھکر بھی مولوی صاحب اسی فکر مین ہین کہ حضرت عمر کے کلوخ کو بفعل رسول ثابت کرین نہایت عجیب ہے۔

بہرحال جب خود شاہ ولی اللہ نے اقرار کیا ہے کہ کوئی حدیث مرفوع نہین ہے اس بارے مین بلکہ صرف فعل عمر سے ثابت ہے اور عجب عمری مین اسکو لکھا ہے اور خود مولوی صاحب نے بھی اقرار کیا کہ کوئی حدیث صریح اس بارے مین نہین ہے تو محض ان کی ذاتی اور شخصی سمجھ ہے کیونکہ حضرت کو کلوخ لینا ثابت ہوا سکتا ہے حالانکہ بتصریح اہل سنت ثابت ہے کہ خود صحابہ کی بعض فہم اور سمجھ سے استدلال نہین ہو سکتا وہ حجت نہین۔

افسوس ہے کہ حضرات اہل سنت صرف مخالفت خدا و رسول ہی پر نہین اکتفا کرتے بلکہ اسپر یہ ترقی بھی کرتے ہین کہ خود حضرت کو اپنی ایجاد کردہ شریعت کا تابع و پیرو بنانا چاہتے ہین جو صریحی مخالفت خدا و رسول ہے۔

بہرحال ہر ظاہر بین ان کے اہتمام و پابندی کلوخ سے یہی گمان کریگا کہ یہ لوگ ایسے پابند سنت ہین کہ بلا خیال و شرم و حیا اخلاق وہ بات کر رہے ہین جس سے دیکھنے والے اپنی آنکھین بند کرلین۔ اور اگر بات چیت کی بھی ضرورت ہو تو منھ پھیر کر باتین کرین۔ مگر اب پردہ فاش ہو گیا اور سب کو معلوم ہوا کہ سنت رسول نہین ہے بلکہ سنت عمری ہے جس کی اس طرح تعمیل کی جا رہی ہے۔ کہ آیندہ ورزندگی کا خیال ہے نہ ...... کا کیونکہ سنت رسول تو معلوم ہوتا ہے کہ پیشاب کی طہارت پانی سے کی جائے نہ بخاک و کلوخ جس کے بارے مین کوئی حدیث نہین۔

اب اس کلوخ لینے کی ترکیب بھی سن لیجیے کہ ہدایہ و شرح وقایہ یا گیری

کتب مشہورہ فقہیہ اہل سنت مین اسکی ترکیب نہین لکھی ہے کہ پیشاب مین
کس طرح کلوخ لیا جاے مگر مولوی عبدالحی صاحب اس کلوخ پر ایسا فریفتہ
ہین کہ حاشیہ شرح وقایہ مین لکھتے ہین وهذا الاستنجاء من الغائط و
ذکر الزاهدی کیفیته من البول ان یاخذه بشماله ویمره علی
جدار او حجر او مدر و ذکر الشرنبلالی انه یلزم الرجل الاستبراء
حتی یزول اثر البول ویطمئن قلبه ای بمشی او تنحنح
او غیر ذلک وفی المقدمة الغزنویة تفعل المرأة کما یفعل الرجل
الا انه لا استبراء علیها بل کما فرغت من البول والغائط
تصبر ساعة لطیفة ثم تمسح قبلها ودبرها بالاحجار ثم تستنجی
بالماء انتہی (صفحہ ۳۲) یعنی جو حکم استنجا کا شرح وقایہ مین مذکور ہے
وہ پاخانہ سے متعلق ہے پیشاب کے کلوخ کی کیفیت زاہدی نے یہ لکھی
ہے کہ بائین ہاتھ سے پکڑ کر دیوار پر پتھر یا ڈھیلے پر رگڑین گے اور
شرنبلالی نے لکھا ہے کہ مرد کو چاہیے بعد بول استبرا کرے جس سے اثر
بول جاتا رہے اور قلب اسکا مطمئن ہو جاے ٹہل کر یا تنحنح کر کے یا اور
کسی طرح اور مقدمہ غزنویہ مین ہے کہ عورتین بھی اسی طرح کلوخ لین
جیسا کہ مرد لیتے ہین استبرا کی ضرورت نہین پیشاب کر کے تھوڑی
دیر ٹھہر جائین اسکے بعد قبل و دبر کو پتھر کے ٹکڑون سے صاف کرین

---

١٥ اصل ترجمہ یہ ہے کہ پہلا ڈھیلا پیچھے سے لاوے اور دوسرا آگے سے اور تیسرا پیچھے سے گرمی
کے زمانہ مین اور آگے سے لاوے پہلا اور تیسرا جاڑے کے دنون مین کیونکہ گرمیون مین خصیتین
لٹکے رہتے ہین پیچھے کی طرف تو آگے سے لانے مین خوف تلوث نجاست ہی پھر آگے سے لانا
اور دوسرا پیچھے سے لانا مبالغہ ہے طہارت مین اور جاڑے کے دنون مین چونکہ یہ استرخا نہین
ہوتا اسلیے ہوا ضرورت نہین اور عورتون کو ہمیشہ پیچھے ہی سے لانا چاہیے جاڑہ گرمی مین
[illegible] نہین ترجمہ ... صفحہ ٢٣

اسکے بعد کلوخ لین۔

چونکہ حضرت عمر کی سنت یہ بھی تھی کہ کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے جیسا کہ ازالۃ الخفا مین عن عمر قال رأنی النبی ابول قائما فقال یا عمر لا تبل قائماً[1]

اسوجہ سے تو مردون کو اسکی تعمیل ممکن ہے کہ دیوار کو شرف کلوخ سے مشرف کرین مگر عورتین اس سنت کی کیونکر تعمیل کرینگی۔ بجز اسکے کہ زنانہ پاخانون مین مخروطی شکل کی دیوار بنائی جاوے جس سے اس سنت کی تعمیل ہوسکے اگر وہ حضرات جو کلوخ لیتے ہین خلیفہ دوم کی اس سنت پر عمل کرتے کر پاخانہ کی دیوار ہی کو یہ عزت دیتے رہتے تو شاید اسقدر انبار لگانے کی ضرورت نہوتی جس سے صاف ستھرے پاخانہ جنبر گچ کاری ہوئی رہتی ہے چونہ پھیرا رہتا ہے ان کلوخون کے سبب ایسے گندہ ہوتے ہین کہ ہر قدم پر آدمی ٹھوکرین کھاتا ہے۔

ہان ہان خوب یاد آیا جس کتاب زاہدی سے مولوی عبدالحی صاحب نے کلوخ لینے کی ترکیب نقل کی ہے خود اسی مقدمہ حاشیہ شرح وقایہ مین غیر معتبر بھی بتاتے ہین مگر اس کلوخ کو وہ عزت ہے کہ غیر معتبر کتابو کسے بھی انکو سند لانا ہوا مولوی صاحب مدوح عمدۃ الرعایہ مین لکھتے ہین ومنھا تصانیف نجم الدین مختار بن محمود بن محمد الزاھدی معتزلی الاعتقاد حنفی الفروع المتوفی سنۃ ۶۵۸ کالقنیۃ والحاوی والمجتبی شرح مختصر القدوری و زاد الائمۃ وغیر ذلک فقد قال فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ

[1] تعجب ہر باوصفیکہ رسول اللہ نے تصریح تمام خود حضرت عمر کو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو منع کیا۔ مگر اسپر بھی شاہ صاحب اسکو مذہب عمری مین لکھتے ہین جس سے معلوم ہوا کہ وہ اپنے مذہب سے باز نہ آئے اپنے اوسی مذہب قدیم پر قائم رہے کہ پیشاب کھڑے کھڑے کرنا چاہیے ۱۲ منہ

نقل الزاهدی لا یعارض نقل المعتبر النعمانیه فانه ذکر ابن وهبان انه لا یلتفت الی ما نقله صاحب القنیه مخالفا للقواعد مالم یعضد نقل من غیره ومثله فی النهر ایضا انتهی وفیه ایضا فی مواضع اخر الحاوی للزاهدی مشهود بنقل الروایات الضعیفة صلا

مسلمانو! اب یہان تم ان روایتون کو بھی دیکھو جو رسول اللہ سے اس بارے مین منقول ہوئین اور حضرت عائشہ نے تمام عورتون سے بیان کیا کہ ہم اپنے شوہرون کے نہین کہہ سکتے تم اپنے شوہرون کو سمجھاؤ۔

ان سب پر بالاتر یہ ہے کہ پیشاب کے کلوخ مین تو اسقدر کد ہے کہ گو پانی رہتے ہوئے کلوخ لیتے ہین بلکہ بغیر کلوخ کے طہارت ہی نہین ہوتی اور برخلاف اسکے پاخانہ مین کلوخ لینے کی کوئی پروا نہین حالانکہ پاخانہ کی طہارت کلوخ وغیرہ سے ایسی یقینی ہے کہ باتفاق فریقین سنت رسول سے ثابت ہے۔ یہانتک کہ بعض صحابہ نے تو مدت العمر مین ایکدفعہ بھی پانی کا استعمال آبدست مین نہ کیا ہمیشہ ڈھیلون اور پتھر دکے کام چلاتے رہے جیسا کہ حافظ ابن حجر لکھتے ہین۔

وقد روی ابن ابی شیبه باسانید صحیحة عن حذیفه بن الیمان انه سئل عن الاستنجاء بالماء فقال اذا لا یزال فی یدی نتن وعن نافع ان ابن عمر کان لا یستنجی بالماء وعن ابن الزبیر قال ماکنا نفعله ونقل ابن التین عن مالک انه انکر ان یکون النبی صلعم استنجی بالماء وعن ابن حبیب من المالکیه انه منع الاستنجاء بالماء لانه مطعوم۔ فتح الباری صفحہ ۲۶۳

ابن ابی شیبہ نے صحیح سندون سے روایت کی ہے حذیفہ بن الیمان سے کہ کسی نے سوال کیا پانی سے آبدست لینے کے بارے مین تو جواب دیا اگر

پانی سے آبدست لون تو کبھی ہاتھ سے بدبو نہ جائے۔ اور نافع روایت کرتے ہین کہ ابن عمر کبھی پانی سے آبدست نہ لیتے تھے اور ابن الزبیر کا بیان ہو کہ کبھی ہم لوگ پانی سے آبدست نہ لیتے اور ابن التین ناقل ہین امام مالک سے کہ وہ اسکا انکار کرتے ہین کہ کبھی حضرت نے آبدست پانی سے لیا ہو اور ابن حبیب سے روایت ہے جو مالکی ہے کہ پانی سے آبدست کرنا منع ہے کیونکہ پانی مطعوم ہے پینے کی چیز ہے بلکہ یہانتک ترقی کی الٹی ہے کہ رسول اللہ نے اور تمام صحابہ کیطرف اسکی نسبت کردی تھی کہ کبھی نہ لیتے جیسا کہ حاشیہ ہدایہ مین ہے سئل الحسن البصری عن الاستنجاء بالماء فقال بدعۃ فقیل لہ کیف ورسول اللہ والخلفاء من الصحابۃ فقد ترکوہ فقال انھم کانوا یبعرون بعرا وانتم تثلطون ثلطا صفحہ ۳

خوشا قسمت اہلسنت کہ ایسے ایسے صحابی لطیف الطبع ان کے دین و ایمان کے مقتدا ہین جنھون نے کبھی آبدست ہی نہین لیا۔ پھر کیون نہ ایسی نازکخیالیان سوجھین۔ کہ خدا تو وضو مین پیر پر مسح کرنے کا حکم دے اور یہ لوگ اسکا غسل کرین۔ اور مثانہ مین خدا و رسول بالخصوص پانی سے طہارت کا حکم دے اور یہ لوگ بہ تبعیت خلیفہ دوم صرف دیوار پر گھس دین یا کلوخ لینے کو کافی سمجھین بلکہ ضروری اور اسکو اس طرح برتین کہ نہ شرم باقی رہے نہ حیا۔ اور اسپر دعوی کرین اتباع سنت کا۔ اور پائخانہ مین اس طرح سنت کی مخالفت کی جائے۔ کہ کبھی بھولے سے بھی کلوخ نہ لین حالانکہ ابن عمر و ابن الزبیر اسطرح اسکے پابند ہون کہ مدت العمر آبدست نہ کرین۔ اب بجز اسکے کیا کہا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ اصل مین اہل سنت عمری ہین کہ انھین بدعتون کے پابند ہین جسکے موجد حضرت عمر تھے اور وہی افعال انکے سنت کہے جاتے ہین

چنانچہ آپ نے ملاحظہ کیا کہ پاخانہ کا کلوخ چونکہ سنت رسول سے ثابت ہے لہذا یہان اختلاف ہوا۔ بخلاف حضرت عمر والے کلوخ کے پیشاب مین کہ کسی نے آمین نہ اختلاف کیا یہانتک کہ اہل حدیث نے بھی اسپر کوئی اعتراض نہ کیا حالانکہ بہت سے مسائل مین ائمہ اربعہ کی مخالفت کرتے ہین۔

تنبیہ

اگر کوئی یہ شبہہ کرے کہ زمین یا خاک بھی تو مطہر ہے۔ پھر پیشاب کو کیون غیر پاک کریگی۔ تو اس شبہہ کی اب گنجائش نہین رہی کیونکہ جب بحکم ما اٰتیکم الرسول فخذوہ ہم اسکے محکوم ہین کہ جو حکم حضرت دین اسکی تعمیل کرین خواہ وہ حکم حضرت کے قول سے ثابت ہو خواہ تقریر سے۔ نہ اپنے دل سے تو ضروری ہوا کہ جو قاعدہ پیشاب کی طہارت کا حضرت نے مقرر کیا ہے کہ پانی سے اسکی طہارت کرین۔ اسکی پیروی کرنا چاہیے نہ اپنی خواہش کی۔ تاہم واضح ہو کہ اصل مطہر پانی ہے جیسا کہ امام شوکانی فرماتے ہین۔ والماء ھو الاصل فی التطھیر فلا یقوم غیرہ مقامہ الا باذن من الشارع نواب صدیق حسن خان اسکی شرح مین لکھتے ہین۔

لان کون الاصل فی التطھیر ھو الماء قد وصف بذلک فی الکتاب والسنۃ مطلقا غیر مقید بل قولہ الماء طھور یرشد الی ما ذکرنا ارشادا یشھد بہ قواعد علم المعانی وعلم الاصول فاذا ثبت عن الشارع ان تطھیر شیء من المتنجسات یکون بغیر الماء کمسح النعل بالارض ونحو ذلک کان الماء غیر معین فی تطھیر تلک النجاسۃ بخصوصھا ویتعین فیما عداھا وھذا ھو الحق انتھی

یعنی طہارت مین اصل شے پانی ہے دوسری چیز اسکے قائم مقام نہین ہوسکتی

مگر باذن شارع کیونکہ کتاب و سنت مین پانی کو بلا کسی قید کے مطہر کہا ہو بلکہ حضرت کا قول الماء طهور۔ صاف تر اسکو بتا رہا ہے پس جب شارع سے کسی چیز کا طاہر ہونا پانی کے سوا اور کسی چیز سے ثابت ہوتو البتہ اسکی طہارت اسی طرح ہو سکتی ہے جیسا کہ جوتہ کے تلے کے بارے مین ہے کہ زمین کے گھسنے سے پاک ہو جاتا ہے اسکے سوا اور جتنی نجاستین ایسی ہین کہ اسکا مطہر کوئی خاص نہین بیان کیا گیا ہے وہ سب پانی سے پاک ہونگا۔

پس جب یہ عام قاعدہ مقرر ہے تو اب دیکھنا چاہیے کہ پیشاب کے بارے مین کیا حکم ہے؟ کتاب و سنت کے احکام تو مذکور ہوے کہ اوسکی طہارت صرف پانی سے ہوتی ہے۔ مگر بمخالفت اُن سب کے حضرت عمر نے دیوار پتھر کو بھی پیشاب کا پاک کرنے والا قرار دیا **تو اب مسلمانون کو اختیار ہے جس کی چاہین پیروی کرین لطف** تو یہ ہے۔ کہ امام ابو حنیفہ پیشاب کو نجاسات غلیظہ شمار کرتے ہین جس کی طہارت بغیر پانی کے نہین ہو سکتی حتی کہ کپڑے مین اگر پیشاب لگا ہو اور وہ خشک ہو جاے تو بغیر دھوے طاہر نہین ہو سکتا (دیکھو ہدایہ) اور اہل حدیث کے یہان تو زمین پر بھی اگر پیشاب پڑ جاے تو پانی اُس کا مطہر ہے **مگر حضرت عمر کا کلوخ ایسا مطہر ہے** کہ ان سب نصوص صریحہ کتاب و سنت کو بالاے طاق رکھکر پیشاب کو طاہر کر دیتا ہے اور بغیر کسی خیال کے اُسی طہارت خاکی سے نماز پڑھی جاتی ہے اور اتنی توفیق نہین ہوتی کہ مطابق حکم خدا و رسول پانی سے تو اُسکو پاک کرلین حالانکہ احادیث سابقہ سے معلوم ہو چکا کہ اس کی وجہ سے بالخصوص عذاب قبر ہوتا ہے۔

لہ وقد یالد رھو وقادوت من الجس لمغلظ کالدم والبول والجمر الخ

پھر بھی یہ رہ گیا کہ شارع کی تاکید طہارت بول میں کیوں زیادہ ہے
اسکی وجہ یہ ہے کہ کفار و مشرکین عام طور پر اسکو نجس نہیں جانتے
نجاست پاخانہ سے جس سے نفرت و استکراہ طبعی ہے اسیوجہ سے زیادہ
اہتمام کیا گیا پیشاب کی طہارت میں جو رقیق مثل پانی کے ہوتا ہے۔ اور
غیر پابندان مذہب اسکو اتنا بھی نجس نہیں جانتے۔ اسیوجہ سے اسمین
زیادہ اہتمام کیا گیا اور اسکا مطہر بجز پانی کے اور کوئی چیز نہیں۔ بخلاف
پاخانہ کے کہ وہ بوجہ غلظت القوام کے اسکا مطہر شے غلیظ ہو سکتا ہے جیسا کہ
ہدایہ میں بھی اسکی تصریح مذکور ہے چنانچہ موزہ وغیرہ کی طہارت میں
ہے وفی الرطب لایجوز حتی یغسلہ لان المسح بالارض یکثرہ ولا یطہرہ
کہ اگر جوتے میں تر نجاست لگ جاوے تو زمین پر گھسنے سے نہیں پاک
ہوگا کیونکہ زمین اور بھی نجاست کو بڑھاوے گی نہ کہ اسکو طاہر کرے۔ پس
ثابت ہے کہ جو لوگ تر نجاست تو زمین پر گھسنے سے نہ پاک ہوا وہ پیشاب
کی نجاست مقام پیشاب سے رگڑنے سے زمین پر دیوار پر پاک ہو جاوے
پھر اسی ہدایہ میں ہے فان اصاب بول فیبس لم یجز حتی یغسلہ
یعنی اگر جوتہ پر پیشاب پڑجاوے اور خشک بھی ہو جاوے تو نہ طاہر ہوگا
جب تک دھو یا نہ جاوے۔

بہرحال چونکہ مقصود اصلی یہاں اسیقدر ہے کہ کلوخ لینا فعل ناجائز
ہے سنت رسول اللہ یہی ہے کہ اسکی طہارت پانی سے کی جاوے لہذا علاوہ
احادیث مذکورہ بالا دو چار حدیثیں اور خاص صحیح بخاری کی لکھی جاتی
ہیں۔ باب الاستنجاء بالماء قال سمعت عن انس بن مالک
یقول کان النبی صلعم اذا خرج لحاجتہ اجیء انا وغلام معنا اداوۃ
من ماء یعنی یستنجی بہ۔ باب من حمل الماء لطہورہ و
قال ابو الدرداء الیس فیکم صاحب النعلین والطہور والوسادۃ

حدثنا سلیمان بن حرب قال سمعت انسا یقول کان النبی اذا
خرج لحاجته تبعت انا وغلام معنا اداوة من ماء ۔ باب
حمل العنزة مع الماء فی الاستنجاء وحدثنا محمد بن بشار سمع انس
بن مالک یقول کان رسول اللہ یدخل الخلاء فاحمل انا و
غلام اداوة من ماء یستنجی بالماء تابعہ النضر وشاذان عن
شعبہ صحت بخاری کی ان تین حدیثوں میں جن میں صراحت تمام
مذکور ہے کہ حضرت جب حاجت میں پیشاب یا پاخانہ کے لیے تشریف
لے جاتے تو ہم (انس) اور ایک غلام پانی کا برتن لیجاتے جس سے حضرت
استنجا کرتے اور ظاہر ہے کہ پاخانہ کے ساتھ آدمی پیشاب بھی ضرور
کرتا ہے اور لفظ حاجت عام ہے ۔ تو معلوم ہوا
حضرت کا یہی دستور تھا ۔ اب انکی مخالفت کر کے کلوخ لینا کس درجہ
مخالفت سنت کرنا ہے اسی لیے بخاری صاحب نے ایک باب اس کا
قرار دیا ہے باب کا نہیں ذکرہ بیمینہ اذا بال اور اس میں یہ حدیث
لکھی ہے عن النبی قال اذا بال احدکم فلا یاخذن ذکرہ بیمینہ
ولا یستنجی بیمینہ ولا یتنفس فی الاناء ۔ مطلب کہ حضرت نے فرمایا
جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرے تو داہنے ہاتھ سے نہ ذکر کو پکڑے
اور نہ داہنے ہاتھ سے آبدست لے اور نہ برتن میں پھونکے ۔ اس سے
بھی وہی حکم طہارت آب نکلا ۔ کیونکہ برتن میں پھونکنا اسیوقت ہوگا
جب برتن بھی ہو ۔ ورنہ اگر کلوخ سے کام لیا جاوے تو کہاں یہ حکم جاری
ہو سکتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر اسکی شرح میں لکھتے ہیں
ویحتمل ان یکون الحکمة فی ذکرہ ھنا ان الغالب من اخلاق
المومنین التاسی بافعال النبی م وقد کان اذا بال توضا
وثبت انہ شرب فضل وضوئہ فالمومن بصدد ان یفعل

ذلك فعلى ادب الشرب مطلقاً لا سيما ضارة والتنفس فى الاناء مختص بحالة الشرب كما دل عليه سياق الرواية التى قبله

یعنی ممکن ہے کہ برتن میں پھونکنے کی ممانعت میں بیان یہ حکمت ہو کہ چونکہ غالب اخلاق مومنین سے یہی ہے کہ حضرت کے فعل کی جزئیات میں تاسی کریں اور حضرت کی عادت یہ تھی کہ جب پیشاب کرتے تو اسکے بعد وضو کرتے اور یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت نے بچا ہوا پانی وضو کا نوش بھی فرمایا[۱]۔ پس چونکہ مومنین اس فعل میں بھی حضرت کی تاسی کریں گے لہٰذا آداب شرب کو بتا دیا کیونکہ ظرف آب کا پھونکنا اسی وقت میں ہوتا ہے جب آدمی پانی پیتا ہو۔

پس از بسکہ قسمت خلیفہ دوم و تمامی اہل سنت کا اخلاق مومنین سے محروم رہے جنھوں نے سنت رسول کی تاسی نہ کی اور بجائے طہارت آب کے تراب کی طہارت انکو پسند آئی۔ کلوخ لینے کو اپنا شعار بنایا۔ افسوس صد افسوس۔

بہر حال ان فقروں نے کہ جب حضرت پیشاب کرتے تو اس کے بعد وضو کرتے صاف بتا دیا کہ حضرت کی طہارت جب ہوتی تو پانی سے۔ تو اب سنت رسول کو ترک کرکے سنت عمری پر عمل کرنا کون مسلمان قبول کر سکتا ہے۔

بہر حال ان حدیثوں سے اہل سنت عموماً اور اہل حدیث خصوصاً سمجھ سکتے ہیں کہ خدا و رسول نے اس سنت کے اجرا میں کتنی کوشش کی اور کس طرح سے احکام صادر فرمائے ہیں کہ کہیں تو ان لوگوں کی مدح و ثنا کی جو اس پانی والی طہارت کے عادی تھے اور اپنے فعل و طرز عمل سے تو ہمیشہ حضرت نے یہی ثابت کیا کہ طہارت یوں ہی

[۱] اہل سنت اس میں بھی مخالفت کرتے ہیں ۱۲

کرنی چاہیے۔ مگر حضرت عمر نے قدیمی سنت مشرکین کو جاری کر کے اون سب احکام رسول کو منسوخ کر دیا جس سے عام طور پر بلا اختلاف اون مذہب مین اسنے رواج پایا اور رسول اللہ کی ساری محنت اس مادہ مین برباد گئی۔

لطف یہ ہے کہ خود حضرت عمر قیاس و رائے کو مخالف سنت کہتے ہین اور ان سب لوگون کو اعداے دین سے بتاتے ہین مگر خود حضرت عمر کی رائے اور اون کا قیاس ایسا سد سکندر ہے کہ کسی طرح ٹوٹتا ہی نہین جبھی تو اون کے قیاس سنے رواج عام پایا کہ جیسا پاخانہ مین کلوخ لینا جائز ہو پیشاب مین بھی کلوخ لینا چاہیے۔ اور تمامی اہل سنت سنے اس رائے اور قیاس کو اون سے قبول کر لیا اور سنت رسول کا کسی کو خیال نہ رہا اب آخر مین ہم ایک اور حدیث لکھتے ہین جس سے معلوم ہو کہ حضرت کو بول کی طہارت مین کس درجہ اہتمام تھا کتاب مجمع الزوائد مین ہے۔

باب الارتیاد للبول۔ عن ابی هریرة قال کان رسول الله م یتبوء لبوله کما یتبوء لمنزله رواه الطبرانی فی الاوسط وهو من روایة یحیی بن عبید بن دجی عن ابیه ولم ارمن من ذکرهما وبقیه رجاله موثقون ص۲۰۴

اس حدیث سے ہر شخص نتیجہ نکال سکتا ہے کہ رسول اللہ پیشاب کے لیے کس قسم کا اہتمام کرتے تھے اور حضرت عمر نے اوس کو کس طرح مٹایا۔

یہی وجہ ہے کہ جو لوگ سنت رسول کے خاص پیرو تھے وہ ان صحابہ کو

لہ ازالۃ الخفا مین خلیفہ دوم کا یہ خطبہ مذکور ہے قال قام عمر ابن الخطاب فی الناس فقال یا ایہا الناس الا ان اصحاب الرای اعداء السنة الخ ۱۲

جو سنت عمری تھی تو تھے ان الفاظ سے یاد کیا کرتے جیسا کہ شرح مسانید سے وردہ علی ؓ وقال ما انصفنی بقول اعرابی بوال علی عقبیہ یعنی جناب امیر نے ایک صحابی کے بارے میں فرمایا میں نہیں سنتا اس اعرابی کے قول کو جو اپنے عقب پر پیشاب کیا کرتا۔ مولوی عبد الحلیم صاحب قمر الاقمار میں اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔ کان من عادۃ العرب الجلوس محتبیاً والبول فی مکان جلسوا فیہ اذا احتاجوا الیہ و عدم المبالاۃ بان یصیب بول اعقابہم وذلک من الجہل وقلۃ احتیاطھم انتہٰی

اس عبارت سے بدیہیۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ ان صحابہ کی خلقی عادتوں نے ابھی تک اپنے استقلال کو نہ چھوڑا تھا کیونکہ جس وقت کی یہ حدیث ہے کم سے کم چوبیس پچیس برس رحلت رسول کو گذر چکے تھے مگر وہ عادت نہ چھوٹی جو زمانہ جاہلیت سے پڑی تھی کہ پیشاب کی نجاست کا خیال نہ کریں جہاں بیٹھتے ہوں وہیں پیشاب کر دیں اور اپنی جہالت پر اڑے رہیں جس سے آخر جناب امیر نے ان صحابہ کی حدیث رد کر دی۔

خدا کرے اب سے بھی اہل اسلام حضرت عمر کے اس فعل کو بدعت کہیں

ے فیہ نہی عن الاحتباء فی ثوب واحد ھو ان یضم رجلیہ الی بطنہ بثوب یجمعھا بہ مع ظہرہ ویشدہ علیھا وقد یکون بالیدین وھذا لانہ ربما تحرک او تحرک الثوب فتبدو عوراتہ وراءیتہ محتبیا بیدہ الاحتباء ان یجلس بحیث یکون رکبتاہ منصوبتین وبطنا قدامہ موضوعتین علی الارض ویداہ موضوعتین علی ساقیہ صفحہ ۲۳۲ مجمع البحار الانوار گجراتی

جیسا کہ مسئلہ تراویح و مسئلہ طلاق ثلاث مین انکی بدعت کا اقرار کیا تاکہ تمامی
مسلمانون کو طہارت کی پابندی ہو جس سے نماز و روزہ و دیگر ارکان ہین
تو درست ہون جیسا کہ امام نووی کا قول سابقاً مرقوم ہوا اور شرح ہدایہ مین
بصراحت لکھا ہے کہ اس زمانہ مین پانی والی طہارت زیادہ مناسب ہی۔ اگر
عقائد مذہبی مین نہین اتفاق ہوتا تو اعمال ظاہری مین تو کل مسلمان متفق
ہون تاکہ غیرون کو معلوم ہو کہ کل مسلمان ایک خدا و رسول کے احکام کے
تابع ہین۔ کیونکہ اب عام طور پر یہ ثابت ہوگئی کہ حضرت عمر موجد بدعت
تھے۔ پھر آپ اہل حدیث یا اہل سنت ہو کر کیون اُن کی بدعتون
کی پیروی کرتے ہین۔

دیکھیے مولوی وکیل احمد صاحب کہتے ہین بعض حضرات نے
(مولوی صدیق حسن بھوپالی) تو غضب ہی کیا حضرت عمر کو صاف و
صریح خاطی قرار دیا ہے انتقاد الترجیح مسائل مختصر مین لکھتے ہین۔
واما قوله (عمر) نعم البدعة فليس في البدعة ما يمدح بل كل
بدعة ضلالة۔ پھر نہایت بیباکی سے حضرت عمر کو مخترع بدعت و
ضلالت ٹھہرایا عبارت اُسکی بقدر ضرورت یہان لکھی جاتی ہے۔
ليس المراد بسنة الخلفاء الا طريقتهم الموافقة بطريقة من
جهاد الاعداء وتقوية شعائر الدين ونحوها ومعلوم من
قواعد الشريعة ان ليس لخليفة راشد ان يشرع طريقة
غير ما كان عليه النبي ثم ان عمر نفسه الخليفة الراشد
سمي ما رآه من تجميع صلوته بدعة ولم يقل
انها سنة۔

اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ اس شخص نے (صدیق حسن خان)

سلہ دنیا سنسری زمانہ صلا ۔

جماعت تراویح کو مخالف سرورِ عالم سمجھ کے اسپر اطلاق سنت کا ناجائز خیال ہے۔ اصباح الحق الصریح صفحہ ۱۲

پس باوصف ان اقراروں کے اب کیا ضرورت ہے کہ اسی بدعت کی پیروی کی جائے جس سے نہ طہارت حاصل ہو نہ نماز درست ہو اور اسکے علاوہ بدعتی کہلائیں حالانکہ دعوی کیا جاتا ہے اتباع سنت کا

وهذا آخر الكلام في هذا المقام وليس المقصود الا اشاعة

السنة في اهل الاسلام فانها قد ضاعت واندرست

في تلك الايام وآخر دعوينا ان الحمد لله

رب العلمين والصلوة على سيد المرسلين

واله الطيبين والسلام على من اتبع

الهدى حرره العبد الافقر خادم

الشرع الاطهر السيد

علی اظہر

غفر الله

الاكبر

جمادی الاولی

سنہ ۱۳۲۱ھ

ہجری

حصول الانتقام من الاستنجا بالماء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ رسالہ مولوی مبارک علی صاحب
اہل حدیث کی تصنیفات سے ہے جو مطبع فیضی
دہلی میں [illegible] میں چھپا تھا [illegible]
اسکا خلاصہ یکر شائع کرتا ہوں کہ تاکہ اہل حدیث اسپر عمل کریں
اس رسالہ میں صرف وہ عبارتیں نکال دی گئی ہیں جو نا ملائم ضرورت
تعمیم کے سوا ایک حرف بڑھایا گیا ہے نہ گھٹایا
اصل رسالہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبة للمتقین والصلوة والسلام علی رسوله الکریم صلی اللہ علیه واله وسلم اما بعد فقیر حقیر سراپا تقصیر سید محمد مبارک علی جملہ برادران اہل اسلام و متبع سنت خیر الانام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ درینولا ایک فتوی دربارہ سنت ڈھیلا لینے بعد پیشاب کے طبع ہوا ہے مولوی محمد عثمان میاں جی حسین شاہ ولایتی و قاری رحیم بخش و بشارت خان وغیرہ جاری ہوا ہے خلاصہ مضمون فتوی کا یہ ہے کہ بعد پیشاب کے ڈھیلے سے استنجا کرنا سنت ہے اور جو لوگ کہ باتباع رسول الثقلین بعد پیشاب کے پانی سے استنجا کرتے ہیں گمراہ ہیں اور مثل روافض وغیرہ کے اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں اور انکے پیچھے ہرگز نماز نہیں ہوتی نعوذ باللہ من ذالک الفہم اس فتوی ناصواب کو دیکھکر یہ مفتیان ہرگز علم و عقل دونوں سے بے بہرہ ہیں سخت افسوس ہوا اور بیساختہ یہ مصرع زبان پر آیا

برین عقل و دانش بباید گریست

افسوس صد افسوس بدعت کا ایسا زور ہوا ہے کہ سنت کے نام جو لوگ جلتے ہیں اور بدعت کا نام سنت [illegible]

اگرچہ بزرگوں کا قول ہو جیسا ... باشد ... حدیث شریف اذا
ظهرت البدع ... العالم علمه ... یعنی جس وقت کہ ظاہر ہووے بدعت اور ... عالم
عالم تو اسپر اسکے لعنت ہے۔ رجوع کرنا ہے طرف ... جواب ... صواب ...
احقاق حق و ابطال باطل ... اللهم ارنا الحق حقا ... الباطل باطلا ...

قال پیشاب کرنے کے بعد ڈھیلے سے استنجا کرنا سنت ہے بدعت نہیں جو اسکو بدعت کہے
وہ گمراہ ہوا اور گمراہ کرنے والا ہے

قول ... گمراہ ہوا اور گمراہ کرنے والا ... سنت کو بدعت ...
... صلی اللہ علیہ وسلم ... حدیث ...
... پانی ... طریقہ ...
بعد پیشاب کے ... سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
... پانی سے ... پیشاب کے کرتے ہیں ...
... سنت ...
... حدیث ... معلوم ہوگا کہ جو مسلمانوں گمراہ کی
... کسی ... کیا ہے ...

خلاف پیمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

... حدیث مروی حضرت عائشہ صدیقہ کی ترمذی شریف کے
باب الاستنجاء بالماء ... دیکھنے کی لیاقت ...
عن عائشة ... مرن ازواجكن ان يستطيبوا بالماء فاني استحييهم فان رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم کان یفعله یعنی فرمایا حضرت عائشہ نے عورتوں کو کہ حکم کرو تم خاوندوں
اپنوں کو یہ کہ پاک کریں ساتھ استنجے کے پانی سے پس ... شرم کرتی ہوں ... ساتھ ... کے
سے پس تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ استنجا کرتے تھے ساتھ پانی کے **وفی الباب عن**
جریر بن عبد اللہ البجلی وانس وابی ہریرۃ یعنی اور بیچ اس باب کے یعنی استنجا کرنیکے ساتھ پانی کے
حدیث روایت کی گئی ہے جریر بن عبد اللہ بجلی سے اور حضرت انس اور حضرت ابی ہریرہ سے۔

قال ابو عیسیٰ هذا حدیث حسن صحیح وعلیه العمل عند اهل العلم یعنی کہا ابو عیسیٰ ترمذی نے
یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسی پر عمل ہے نزدیک اہل علم کے یختارون الاستنجاء بالماء یعنی اختیار
کرتے ہیں استنجے کو ساتھ پانی کے وان کان الاستنجاء بالحجارة یجزی عندهم یعنی اگرچہ استنجا
کرنا ساتھ پتھر کے جائز ہے نزدیک ان کے فانهم استحبوا الاستنجاء بالماء یعنی پس تحقیق وہ مستحب کہتے
ہیں استنجا ساتھ پانی کے وبه یقول سفیان الثوری وابن المبارک والشافعی واحمد واسحٰق
اور ساتھ اسی کے قائل ہیں سفیان ثوری اور ابن المبارک اور امام شافعی اور امام احمد اور اسحٰق نہیں
انصافی صاحبو نہایت افسوس ہے کہ کیسے کیسے عالم ہیں اور بزرگان دین کو یہ لوگ گمراہ بتلاتے ہیں
کیونکہ یہ جملہ بزرگان دین پانی سے استنجا کرتے تھے اور تیسری حدیث جیسا کہ عبارت مشکوٰۃ
ترمذی کتاب سے ظاہر ہوا اور مسلم شریف میں حضرت عائشہ سے روایت ہے عن عائشة قالت
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية والسواك
واستنشاق الماء وقص الاظفار وغسل البراجم ونتف الابط وحلق العانة وانتقاص الماء
قال زکریا قال مصعب ونسیت العاشرة الا ان تکون المضمضة زاد قتیبة قال وکیع انتقاص الماء
یعنی الاستنجاء یعنی ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیه
وسلم نے فرمایا دس باتیں پیدائشی سنت ہیں ایک تو مونچھیں کترنا دوسرے داڑھی چھوڑ دینا اور
تیسرے مسواک کرنا چوتھے ناک میں پانی ڈالنا پانچویں ناخن کاٹنا چھٹے پوروں کا دھونا انگلیوں
کے اندر اور ناک و کان کا دھونا ساتویں بغل کے بال اکھیڑنا آٹھویں زیر ناف کے بال لینا
نویں پانی سے استنجا کرنا مصعب نے کہا میں دسویں بات بھول گیا شاید کلی کرنا ہو وکیع نے کہا
انتقاص الماء سے جو حدیث میں وارد ہے استنجا مراد ہے۔ اب ہم امام اعظم صاحب و دیگر علماء حنفیہ کے
اقوال سے استنجا کرنا ساتھ پانی کے افضل ہونا ثابت کرتے ہیں تاکہ غفلت کو دل سے
نکال کر سمجھیں مولانا شیخ عبدالحق صاحب سرہندی اسی حدیث ترمذی مذکورہ بالا کی شرح میں ارشاد فرماتے
ہیں نزد امام ابی حنیفہ استنجا بآب افضل است و در بحرالرائق نوشته است وغسله بالماء افضل ای بعد
الحجر لان الماء یقلع النجاسة والحجر یخففها فکان الماء اوفق کذا ذکر الشارح الزیلعی
یعنی اور نزدیک امام ابی حنیفہ کے استنجا کرنا ساتھ پانی کے افضل ہے بحرالرائق میں لکھا ہے یعنی

اسکا ساتھ پانی کے بہتر ہو یعنی اور ڈھیلے سے خشک کرنا نجاست کا ساتھ پانی کے بہتر ہے اسواسطے کہ پانی دور
کرنیوالا نجاست کا ہو اور ڈھیلا خشک کرنیوالا اسکا پس پانی بہتر ہے ایسا ہی ذکر کیا شارح نے جو کہ
اور شیخ الاسلام کہ بڑے اکابر علماء حنفیہ سے ہیں شرح بخاری شریف کے ملقب شیخ الاسلام مشہور
ہیں اور اس فرماتے ہیں تعمیم کردہ اند آنرا ائمہ حدیث پس ظاہر شد کہ حکایت استنجا از قول صحابیست
ثابت نیست از آنحضرت در آن روایت و این روایت بر کسیکہ مکروہ دانستہ استنجا کردن از آب کہ منافی
شیخ الاسلام شرح بخاری یعنی تعمیم کرتے ہیں ائمہ حدیث پس ظاہر ہوا کہ حکایت استنجا قول
صحابی سے ہوا اور ثابت نہیں آنحضرت سے بیچ صحیح روایت کے اور بیچ اسکے رد ہوا اوپر اس شخص
کے کہ مکروہ کہتا ہے استنجا کرنا پانی سے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی کہ جو ہندوستان میں
تمام حنفیوں کے سرگروہ ہیں اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں چون بول میکرد آنحضرت استنجا
می کرد بآب و وضوء می ساخت یعنی جس وقت کہ پیشاب کرتے استنجا کرتے پانی سے اور وضو کرتے
و فقیہ ابو اللیث سمرقندی جو بڑے اکابر علماء حنفیہ سے ہیں تنبیہ الغافلین میں فرماتے ہیں
و عن طاؤس عن ابن عباس فی قولہ تعالی و اذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن قال ابتلاہ
اللہ علی ما قال ابتلاہ بالطھارۃ خمس فی الراس و خمس فی الجسد فاما التی فی الراس
قص الشارب و المضمضۃ و الاستنشاق و السواک و فرق الراس و فی الجسد تقلیم الاظفار و الختان
و نتف الابط و حلق العانۃ و الاستنجاء بالماء پس عبارت مذکورہ شرح بخاری شیخ الاسلام و شرح
ترمذی مولانا سراج احمد صاحب سرہندی و اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ شیخ عبد الحق صاحب و
تنبیہ الغافلین فقیہ ابو اللیث سے بخوبی ظاہر ہے کہ ان بزرگان اکابر علماء حنفیہ مع امام اعظم
صاحب رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک بھی پانی سے استنجا کرنا افضل بلکہ مستحب ہے پھر بھی تم کو یہ فتوے
دیتے ہوئے شرم نہ آئی کہ پانی سے استنجا کرنا گمراہی ہو بتلا دیا۔ اور بزرگان حنفیہ کو مع امام
صاحب گمراہوں میں داخل کیا۔ آفرین باد برین ہمت مردانہ تو۔

قال ۔ الانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استنزھوا عن البول الخ یعنی بچو پیشاب سے پہ تحقیق
عام عذاب قبر کا پیشاب کے نہ بچنے سے ہے استنزھوا کے معنی پوری پاکی حاصل کرو اور پوری پاکی جب
حاصل ہو کہ ڈھیلا لو۔ ورنہ قطرہ کا خطرہ رہتا ہے فقط پانی کے دھونے سے تنزہ حاصل نہیں ہوتا۔

اقول اور صاحب اس حدیث سے ڈکار رہا یعنی ڈھیلے سے استنجا کرنا بعد پیشاب کے ہرگز ثابت نہیں ہوتا
علاوہ بریں حدیث شریف سے آپ کو کیا علاقہ کیونکہ قول و فعل رسول پر عمل کرنا تو ہم
محمدیوں کا حصہ ہے۔ تم تو کنز قدوری درمختار وغیرہ کے گھونٹے والے ہو ذرا غور کر کے ملاحظہ
فرمائیے اس حدیث کے خلاف انہیں کتابوں میں موجود ہے۔ دیکھو پیشاب جانوران ماکول اللحم کو کسی کتاب
میں نجاست خفیفہ اور کسی میں پاک لکھدیا ہے حالانکہ حدیث مذکور فتوی جو ثبوت میں لاتے
ہو مطلق سے عام پیشابوں سے استنزاہ حاصل کرنے کو شامل ہے چنانچہ درمختار وغیرہ میں
لکھا ہوا ہے کہ اگرچہ چہارم حصہ یا دیہ پوشیدنی کا پیشاب جانوران ماکول میں تر ہو جاوے تو
نماز ہو جاتی ہے وعفی دون ربع بدن و ثوب و لو کبیرا و هو المختار یعنی معاف ہے تمام بدن اور
چوتھائی سے کم اگرچہ کپڑا بڑا ہو اور یہی مختار ہے۔ اور آگے جاکر مفصل فرماتے ہیں من نجاسة
مخففة کبول ماکول و منه الفرس وطهره محمد یعنی معافی ہے نجاست خفیفہ سے جیسے پیشاب
جانوران ماکول اور اسی قسم سے ہے گھوڑے کا پیشاب اور حنفی جانور حلال میں سے کے پیشاب کو امام محمد
نے طاہر کہا ہے پس اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ پیشاب سے نہ بچنے پر اگر عذاب قبر ہوگا تو یہ حصہ
تمام نہاد حنفیوں کے ہے کہ جو پیشاب کو نجاست خفیفہ اور پاک بتلاتے ہیں نہ یہ کہ محمدیان عاملان
بالحدیث کا اور یہ جواب فرماتے ہیں کہ پوری پاکی جب حاصل ہوتی ہے کہ ڈھیلا لے ورنہ قطرہ کا
خطرہ رہتا ہے یہ آپ کا محض وسواس ہے کہ ہم قول و فعل رسول اللہ میں عیب ظاہر کرتے ہو اجی
صاحب اس آپکے قطرہ کے خطرہ کا علاج انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلا دیا ہے کہ بعد
وضو کے پانی اپنی شرمگاہ پر چھڑک لیا کرے چنانچہ امام احمد نے مسند کے اور حاکم نے مستدرک
کے اور دارقطنی اسامہ بن زید سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اتانی جبرئیل فی اول ما اوحی الی فعلمنی الوضوء والصلوة فلما فرغ من الوضوء اخذ غرفة
من الماء فنضح بها فرجه یعنی جبرئیل ع اس وقت کہ ابتدائی زمانہ نزول وحی کا تھا نزدیک میرے
پس مجھ کو وضو اور نماز تعلیم کی پس جب کہ وضو سے فارغ ہوئے تو ایک چلو پانی لیا پس چھڑکا اس
پانی کو اپنی شرمگاہ پر۔ اور شیخ عبدالحق صاحب اشعة اللمعات میں فرماتے ہیں و صحیح گشت کہ آب
پاشیدن آنحضرت بعد وضو برائے دفع تطرق وسواس که اگر تری در ازار یافته شود در وسواس نیفکند

وسواس کہیں مذکور ہوا ہو جب کہ یہ شبہ ہو وہ دین سے خارج وسواس سے تعلیم سنت ہے کیونکہ انحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم معصوم اور طاہر تھے اور وسواس سے بھی اور شبہہ جو کہ مراد ہو شک پانی کا ہو بعد
وضو کے واسطے اسکے جو نے شبہ انحضرت کے وسوسہ کے گزرنے سے یعنی پانی چھڑکے تو وسوسہ
میں نہ پڑے اور مطلب اسکو ساتھ اس پانی کے جو چھڑکا تھا۔ یہ امر مذکور جو بالا ہوا وسوسہ
کا ازالہ ہے جو ساتھ اسکے ادا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معصوم اور پاک تھے وسوسہ سے
کیا فرماتے ہیں وہ صحابی رضی اللہ علیہ وسلم دیگر علماء میں کہ جو تعلیم امت کے واسطے آپنے
پسند فرمایا ہو اسکی پسند نہیں ہو اور آپکے طریقے کے خلاف کو کوئی نہیں ہو۔ ان کو جگہ
مخالفت سنت کے ہو تو پھر کیوں انکو پسند ہوگا غیر مقلد صاحبان ہم کو تو پسند ہے کیونکہ
ہم لوگ پابند قول و فعل پیغمبر صاحب کے ہیں انکو تو دل و جان سے پسند ہے اگر تم کو پسند نہیں
تو چھوڑ دو اور پھر نتیجہ اسکا ظہور سے پھر قبر میں جا کر معلوم ہوگا۔ ذرا در مختار کو انصاف سے دیکھو
قدر درم تو درکنار قد لوہی فرماتے ہیں کا گو درم کے برابر آدمی کا پاخانہ کپڑے پر لگا ہو تو معاف ہے
اور نماز ہوجاتی ہے وعفی قدر الدرہم ... وھو مثقال عشرون قیراطا فی نجس کثیف لہ جرم وعرض مقعر الکف
وھو ... مغلظہ ... یعنی درم بوزن ایک مثقال کے ...
... کے کہ ... نجاست سے جیسے آدمی کا گوہ ... عبارت مذکورہ کا ہے
نجاست غلیظہ ایک درم معاف ہے بعضوں نے درم کے وزن کا اعتبار کیا ہے اور اگر پتلی ہو تو
مساحت کا اعتبار ہے مبتدا ... دونوں قولوں میں توفیق دی ہے اسطرح کہ اگر نجاست گاڑھی
ہو تو درم کے وزن کا اعتبار ہے اور اگر پتلی ہو تو مساحت کا اعتبار ہے۔

قال اور دوسری حدیث بخاری اور مسلم کی عبد اللہ بن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ دو شخصوں کو عذاب
قبر کا ہو رہا تھا آپنے فرمایا کان احدھما لا یستتر من البول یعنی تھا ایک ان دونوں میں پیشاب
نہیں بچتا تھا اور ایک روایت میں لا یستنزہ آیا ہے کہ نہیں کھینچتا تھا ستر کو کہ قطرہ نکل جاوے اور پانی
اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عذاب قبر پیشاب کے نہ بچنے سے ہوا پس جس بات پر کہ عذاب قبر کا ہو اس سے
بطرح ممکن ہو بچنا واجب ہوا اگرچہ فقط پانی کے دھونے سے قطرہ موقوف نہیں ہوتا پس ڈھیلا لینا
اور ڈھیلے کا ضروری ہوا جب ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ پیشاب سے بچا و حجت کرو

اقول میں [illegible] عقل و دین اس حدیث اور اوپر کی حدیث کا ایک ہی مضمون
ہو یعنی تاکید دو پیشاب سے بچنے کی اور پاکیزگی حاصل کرنے کی واسطے اور تحقیق کا یہی مذہب ہم لوگوں کا
سیاق اور آپکو معلوم ہو کہ جیسے بعض آیت بعض آیت کی تفسیر ہوتی ہو اسی طرح بعض حدیث
بعض حدیث کی تفسیر ہوتی ہو ان دونوں حدیثوں کی مفسر ایک تو وہ حدیث ہو ترمذی کی جو
بروایت حضرت عائشہ اوپر ذکر ہو چکی اور ایک حدیث ہو جو خود اپنے ثبوت میں تحریر فرماتے ہیں
کہ ایک حدیث لا یستنزہ کا ہو یعنی نہیں کھینچتا تھا ستر اپنے کو کہ قطرہ نکل جاسے اور باقی نہ رہے کیونکہ
جسوقت پیشاب کو عضو کی طرح سونت سے تو بالکل قطرہ نہیں رہتا یہی سنت ہو اور
صاحبوں نے پہلے لفظ لا یستنزہ و لا یستتر کا مطلب تو سمجھ لیا ہوتا کہ موافق ہو یا مخالف بقول
شخصے مصرع چراکارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی گر یہ بات جب حاصل ہوتی ہو کہ جب
عقل ہو اور عقل نہیں اور مصرع دروغ گو را حافظہ نباشد۔ تیسری دلیل سنیے عن ابی ایوب
وجابر وانس ان هذه الآية لما نزلت فيه رجال يحبون ان يتطهروا والله يحب المطهرين
یعنی روایت ہو ابو ایوب و جابر و انس رضی اللہ عنہم سے یہ تینوں اصحاب جلیل القدر روایت
کرتے ہیں کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی کہ بیچ اس مسجد قبا کے چند مرد ہیں کہ دوست رکھتے
ہیں یعنی مبالغہ کرتے ہیں بیچ طہارت کے اور اللہ تعالی دوست رکھتا ہے مبالغہ کرنیوالوں
بیچ طہارت کے اور مرد [illegible] گروہ کے انصار ہیں قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
يا معشر الانصار ان الله تعالى قد اثنى عليكم في الطهور فما طهوركم قالوا نتوضأ للصلوة
ونغتسل من الجنابة ونستنجي بالماء قال فهو ذاك فعليكموه رواه ابن ماجه یعنی
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے گروہ انصار بدرستیکہ اللہ تعالی تحقیق تعریف
کرتا ہو اوپر تمہارے بیچ طہارت کے پس کیا ہو طہارت تمہاری اور کیونکر کرتے ہو اسکو
اور کیا مبالغہ کرتے ہو بیچ اسکے کہا گروہ انصار نے وضو کرتے ہیں ہم واسطے نماز کے
اور غسل کرتے ہیں ہم جنابت سے اور استنجا کرتے ہیں پانی سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے پس تعریف کرنا اللہ تعالی کا اوپر تمہارے بسبب اسکے ہو یعنی غسل بھی پانی سے
وضو بھی پانی سے اور استنجا بھی پانی سے کرتے ہو پس لازم پکڑو تم اسکو یعنی نظر و لازمی ہمیشہ

پانی سے استنجا کرتے تھے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے علاوہ ازین احادیث مذکورہ بالا کے
ہر مذہب کے علماء بالاتفاق اس امر پر متفق ہین کہ جو پاکیزگی اور صفائی پانی سے
حاصل ہوتی ہے وہ صفائی کسی چیز سے حاصل نہین ہوتی ۔

قال چنانچہ قرون ثلاثہ مین تعامل حضرت عمر کا جو مصنف ابن ابی شیبہ مین منقول
ہے عن یسار کان عمر اذا بال مسح ذکرہ بحایط او بحجر ولم یمسہ ماء
یعنی تھے حضرت عمر جب پیشاب کرتے لگاتے ستر اپنے کو ساتھ دیوار کے یا پتھر کے
اور نہ لگاتے اسکو پانی ۔

اقول اے مفتیان صاحبان مین تمسے کہتا ہون کہ تم مین سے کسی نے اپنی آنکھ (اپنی
آنکھ) سے مصنف ابن ابی شیبہ کو نہ دیکھا ہوگا اگر اس اثر کی حقیقت آپکو معلوم ہوتی تو ہرگز اس
سے استدلال نہ کرتے سچ ہے حبک الشیء یعمی ویصم یعنی محبت کسی شے کی اندھا اور بہرا
کردیتی ہے تو محبت تقلید نے تمکو اندھا اور بہرا کردیا ۔

افسوس صد افسوس بلکہ ہزار افسوس ہے مفتیان صاحبان بالفرض والتقدیر اس اثر
حضرت عمر مذکور بخاری کو صحیح بھی مان لیا جاسے تو آپکی تقلید اسوقت پوری ہو کہ جب آپ
بھی بعد پیشاب کے ستر کو دیوار یا زمین سے لگایا کرین ۔ یہ ڈھیلا جو آپ لیتے ہین
موجب اس اثر حضرت عمر کے خلاف حضرت عمر کے کرتے ہین اور بعد ڈھیلے کے
پانی سے جو دھوتے ہو یہ دوسرا خلاف حضرت عمر کا ہے کیونکہ ولم یمسہ الماء جو آخیر
فقرہ اثر مذکور کا ہے صاف کہہ رہا ہے کہ صرف زمین اور دیوار کے لگانے پر کفایت
کرتے اور نہ چھوتے تھے پانی کو اور آپ اپنے دعوی مین تحریر کر چکے ہین کہ پوری پاکی
جب ہوتی ہے کہ پہلے ڈھیلا لے اور پھر پانی سے دھووے تو آپکی اس تقریر سے
معلوم ہوا کہ حضرت عمر بھی آدھی طہارت کرتے تھے اور ہمیشہ آپکے نزدیک موجب
اثر مذکور کے سب تو نہین مگر آدھے نجس حضرت عمر بھی رہتے نعوذ باللہ من ذلک ۔ ذرا
سوچ سمجھ کے باتین کیا کرو بغیر سوچے سمجھے بات کرنا شیوہ نفاق ہے ۔

قال اور حضرت نے فرمایا ہے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی یعنی

میرے طریقہ کو پکڑو اور میرے خلفاء راشدین کے طریقہ کو پکڑو اور حضرت عمر خلفاء
راشدین سے ہیں حضرت عمر کا طریقہ پکڑنا ایسا ہوا جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا طریقہ پکڑنا اس سبب سے حنفیوں نے ڈھیلا لینا اور اسکے بعد پانی سے دھونا
تینوں سنت اسلام ہو۔

اقول بیشک یہ حدیث صحیح ہے مگر اسکے سمجھنے سے آپ صاحبوں کے افہام قاصر ہیں
اور قیاس مع الفارق مفتی صاحب محرر فتوی تو علوم دین سے محض عاری ہیں لیکن
جن تحو خیرا نے اس فتوی پر انگوٹھے کیے ہیں وہ بالکل جاہل بلکہ اجہل ہیں انکی ناواقفی
علم حدیث علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین سے بیان وہی پابندی سنت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے کہ جس طرح خلفاء راشدین سنت کے پابند رہے ہیں اسیطرح
تم بھی پابند سنت رہو نہ یہ کہ ان کا قول وفعل پیغمبر کی سنت ہو جاے باوجود موجود
ہونے قول وفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا آپکو نہیں معلوم کہ جب کوئی فعل
کسی صحابہ یا خلفاء راشدین سے خلاف سنت صحابہ دیکھتے تو سخت ناراض ہوتے تھے
چنانچہ مسلم شریف میں کئی حدیثیں اس مدعا پر موجود ہیں ایک وہ بیان کیجاتی ہیں
عن عبد الرحمن بن یزید یقول صلی بنا عثمان رضی اللہ عنہ بمنی اربع رکعات
فقیل ذلک لعبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم فرجع ثم قال صلیت مع النبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم بمنی رکعتین وصلیت مع ابی بکر الصدیق بمنی رکعتین وصلیت
مع عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بمنی رکعتین فلیت حظی من اربع رکعات رکعتان
متقبلتان یعنی عبد الرحمن نے کہا نماز پڑھی ہمارے ساتھ حضرت عثمان نے منا میں چار رکعت
اور کسی نے اسکا ذکر عبد اللہ بن مسعود سے کیا تو انھوں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون
پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منا میں دو رکعت پڑھی۔ اور
ابو بکر صدیق کیساتھ دو رکعت اور عمر ابن خطاب کے ساتھ دو رکعت پڑھی تو میں
امید کرتا ہوں کہ چار سے دو ہی رکعت پڑھی ہوتیں تو بہتر تھا شارح نووی علیہ الرحمہ اس
حدیث کی شرح میں بیان کرتا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود کو یہ مخالفت حضرت عثمان کی

بری معلوم ہوئی اور حضرت عثمان کے فعل پر ایسا حسرت و افسوس کرکے انا للہ و انا الیہ
راجعون پڑھا کہ جیسی کسی عزیز کے مرنے پر پڑھتے ہیں۔ اگر سنت خلفاے راشدین سے
یہ مراد ہوتی کہ خلفا کا قول و فعل خواہ موافق رسول الثقلین ہو یا مخالف وہ سنت ہی
ہے تو ابن مسعود وغیرہ تمام صحابہ کے سنی اپنے مذہب کی بنیاد بتلاتے ہیں کبھی افسوس
اور غم نہ کھاتے اور کبھی فعل خلفا پر ناراض نہ ہوتے۔ دوسری حدیث مسلم میں
مسلم کی روایت ہے عن وبرة قال كنت جالسا عند ابن عمر رضي الله عنهما فجاء
رجل فقال ايصلح لي ان اطوف بالبيت قبل ان اتي الموقف فقال نعم فقال
فان ابن عباس يقول لا تطف حتى تاتي الموقف فقال ابن عمر فقد حج
رسول الله صلى الله عليه وسلم فطاف بالبيت قبل ان ياتي الموقف فبقول رسول
الله صلى الله عليه وسلم احق ان ناخذ او بقول ابن عباس رضي الله عنهما
ان كنت صادقا یعنی وبرہ نے کہا کہ میں ابن عمر کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا
اور کہا کہ کیا مجھے طواف کرنا قبل عرفات کے درست ہے ابن عمر نے کہا کہ ہاں کہ شخص نے
کہا کہ ابن عباس تو یوں کہتے ہیں کہ جبتک عرفات میں نہ جائے تب تک طواف نہ کر
ابن عمر نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حج کیا اور بیت اللہ کا طواف
کیا عرفات میں جانے سے پہلے تو رسول اللہ کا قول لینا بہتر ہے یا ابن عباس کا اگر
تو سچا ہے۔ یہ جو فرمایا ابن عمر نے اگر تو سچا ایماندار ہے یعنی اگر تو ایماندار ی
میں سچا ہے اور نبی پر یقین سچے طور سے رکھتا ہے تو رسول کا قول شریف ہوتے
ہوئے کسی کے قول کی طرف التفات بھی نکر ابن عباس ہوں یا ان کے والد
عباس کیوں نہوں اس سے معلوم ہوا کہ رسول معصوم کا قول فعل ہوتے ہوئے کسیکے
قول پر چلنا خواہ صحابہ ہوں یا امام یا مجتہد۔ یا کوئی پیر و مرشد وغیرہ یہ سچے ایماندار ون
کا کام نہیں ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عمر و حضرت عثمان تمتع یعنی عمرہ کرکے حلال
ہو جانے اور پھر از سر تو حج کے لیے احرام باندھنے کو منع فرماتے تھے حضرت علی وغیرہ
ان کے مخالف تھے بلکہ ترمذی میں ہے کہ عبد اللہ بن عمر بھی اس مسئلہ میں باپ کے

مخالف تھے کسی نے عبداللہ بن عمر سے اسی تمتع کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے جائز فرمایا پھر
سائل نے کہا کہ تمہارے باپ (حضرت عمر) تو منع کرتے تھے اسکے جواب مین عبداللہ بن
عمر نے کہا کہ بھلا اگر ایک کام کو پیغمبر خدا نے کیا ہو اور میرے باپ نے منع کیا ہو تو کہو رسول
اللہ صلعم کا اتباع کیا جائیگا یا میرے باپ کا اور صحیح مسلم مین ہی کہ حضرت عمر پانی نہ ملنے
کی حالت مین بھی جنبی کو تیمم کرنے سے منع کرتے تھے بعض صحابہ انکے مخالف رہے بلکہ
ان کی اس بات کو ائمہ مذہب سے بھی کسی نے قبول نہین کیا۔

تمام ہوا رسالہ حصول النقا باختصار

ختم الطبع

الحمدللہ کہ یہ رسالہ الجمرہ تع مولفہ جناب فخر الحکما دام ظلہ جو مدت سے نایاب تھا دوسری مرتبہ
طبع ہوا اور اسکے ساتھ بطور ضمیمہ خلاصہ رسالہ حصول النقا بھی طبع کیا گیا جو مولوی مبارک علی
صاحب اہلحدیث کا رسالہ ہی اور پہلے مطبع انصاری مین چھپ چکا تھا مگر چونکہ اس رسالہ
مین بھی کلوخ لینا بدعت عمری قرار دیا گیا ہے اسلیے بغرض فائدہ عوام و خواص بطور
ضمیمہ طبع کیا گیا۔ جس سے امید ہے کہ ناظرین بہت مسرور ہونگے اور اس بدعت کو
ترک کرین گے۔

اصل رسالہ مین ایک حرف کا تصرف نہین کیا گیا البتہ بغرض اختصار غیر ضروری باتین
حذف کر دی گئین جن مین زیادہ تر وہ لن ترانیان تھین جو فرقہ احناف و اہلحدیث مین
ہوا کرتی ہین بعض مطالب ایسے بھی ہین جو فرقہ شیعہ کے مخالف ہین مگر اُن سے اسوجہ سے
نہ تعرض کیا گیا کہ مولف اسکا فرقہ اہلحدیث کا ایک عالم ہے اور اس فرقہ کے
عقائد و حالات معلوم ہین۔

اس رسالہ کے طبع کی ایک خاص ضرورت یہ بھی تھی کہ رسالۃ الجمرہ نے چونکہ
عام طور سے فرقہ اہلحدیث کی بنیاد کو ڈھیلی کر دی جس سے عوام و خواص کو بھی معلوم ہونیگا
کہ ان لوگون کا دعوی یہ اتباع حدیث محض زبانی ہے ورنہ اصلی مذہب انکا دلی ہی کہ

جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کا اختراعی مذہب تھا۔ اسلیے بعض حضرات کو رسالہ کلوخ سے ایک خاص طرح کی کاوش پیدا ہوئی جسپر چند مہمل اعتراض بھی بطور رسالہ کے شایع کیے اور نام اسکا دمی الجمرۃ رکھا جسکا جواب بھی فوراً تحریر ہوا۔ مگر بدانتظامی مطبع سے اسکے طبع کا سامان نہوسکا اسلیے مین نے اس رسالہ حصول النقار مولفہ مولوی مبارک علی صاحب اہلحدیث کا خلاصہ شایع کیا۔ تاکہ فرقہ اہلحدیث کو معلوم ہو اس کلوخ کا بدعت ہونا ایسا واضح امر ہے کہ خود علماے اہل حدیث بھی اسکے قائل ہین اور مخصوص رسائل اس مادہ مین لکھ چکے ہین تو اصل مسئلہ گویا محقق ہو چکا کلوخ لینا بدعت ہی اہلحدیث کے نزدیک بھی بدعت ہی

رہی وہ دریدہ دہنی جو رسالہ دمی الجمرۃ مین کی گئی ہے اور اسکے لائق مصنف نے اپنی شرافت کا ثبوت دیا ہی پس درحقیقت اس کا جواب یہی ہے کہ جواب نہ دیا جاے۔ مگر ناظرین مطمئن رہین کہ عنقریب وہ جواب بھی شایع ہوگا کیونکہ اصل رسالہ مدت سے مکمل ہی اور اسکا نام الکمرۃ لرامی الجمرۃ ہی اس رسالہ مین تہذیب و متانت کا خاص طور پر التزام کیا گیا ہے تاکہ تمام عالم کو فرقہ اہلحدیث کی تہذیب بھی معلوم ہو اور اسکے ساتھ فرقہ حقہ شیعہ کا صبر و تحمل بھی بہرحال چونکہ مقصود اصلی اس رسالہ کا خیرخواہی اہل اسلام ہی کہ وہ کلوخ کو ترک کرکے پانی سے استنجا کرین جو سنت رسول اللہ ہی لہذا تمام اہل اسلام سے ملتمس ہین کہ تعصب اور ضد کو ترک کرکے حق کی طرف راجع ہون واللہ بالغ امرہ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

محمد حیدر

منیجر مطبع اصلاح

فہرست کتب موجودہ دفتر اصلاح

دفتر اصلاح ۱۳۲۷ھ سے قائم ہے جسمین ماہوار رسالہ اصلاح شایع ہوتا ہو سالانہ تھا۔ اس رسالہ نے آجتک جو اسلامی خدمت کی ہے اور راہ حق کی ہدایت اوس سے کمتر لوگ ناواقف ہونگے۔ بفضل خدا اشاعت اسکی روز بروز ترقی پر ہے۔

الشمس بھی ماہانہ رسالہ ہے جو ۱۳۳۳ھ سے دو روپیہ سالانہ پر شایع ہوتا ہے۔ اسکی غرض صرف تحریف قرآن سے بحث کرنا ہے جسمین دس جلدین اسکی شایع ہو چکی ہیں اور تمام دنیا کو معلوم ہو گیا کہ فرقۂ اہلسنت کو کسطرح کا واسطہ قرآن سے نہیں ہے نہ اصول دین میں اوسکی متابعت کرتے ہیں نہ فروع دین میں یہانتک کہ نماز میں بھی [illegible] بیان ورست ہے اور قرآن کو اگر نماز میں پڑھیں تو جسطرح کی چاہیں تحریف [illegible]

ان دو ماہانہ رسالہ کے علاوہ چند کتب و رسائل اس دفتر سے شایع ہو چکے جنہوں نے حق کی حقیت تمام عالم پر ظاہر کر دیا۔

ذوالفقار حیدری جلد اول جلد ثانی جلد ثالث [illegible] پوست کندہ حالات درج ہیں کہ قدرت خدا یاد آتی ہے۔ تشفی المستفید [illegible] آخر میں حضرت آئمہ اطہار علیہم السلام اور تمامی اہلسنت کی ناصبیت [illegible] اہلسنت کہ شیعونکے مناظرہ سے عاجز ہیں۔ اس تحقیقات سے لکھے گئے ہیں اور عبارت [illegible] انتہا کی ہے۔

کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم و فتح الموثوق عن نکاح الفاروق جسمین اس واقعہ کی پوری تحقیق کی گئی ہے۔ رسالہ وضو جس میں اہلسنت کے وضو کا بطلان اور شیعونکے وضو کا صحیح ہونا ایسی دلائل سے بیان کئے گئے ہیں کہ بہت سے اہلسنت نے اسکے بدولت راہ حق کو قبول کیا۔ تبصرۃ السائل۔ البسملہ۔ حکم الثقلین۔ مناظرہ امجدیہ حصہ اول۔ قندہ رجب۔ شرح نہج البلاغہ۔ تنقید بخاری حصہ اول۔ الجمرہ۔

شائقین فن مناظرہ کو ضروری ہے کہ ان کتابوں کو بغور دیکھیں اور سمجھیں کیونکہ زبان اردو سلیس میں ایسا ذخیرہ اور اس تحقیقات سے نہ آجتک جمع ہوا ہے نہ آیندہ امید ہے۔

المشتہر

مہتمم الاصلاح کھجوہ [illegible] ضلع سارن

